جلد ۶ | ۲۲ ظہور ۱۳۳۶ ہش | ۱۵ محرم ۱۳۷۷ھ | ۲۲ اگست ۱۹۵۷ء | نمبر ۳۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۱۹ اگست سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق محترم مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضور بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ (الحمد للہ)

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۰ اگست (بذریعہ ڈاک) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اپنی صحت کے متعلق اطلاع فرماتے ہیں کہ "مجھے کچھ افاقہ ہے مگر ڈاکٹروں نے آئندہ کے لئے بڑی احتیاط کی تاکید ہے۔ یہ وہی ۱۹۵۳ء والی تشویشناک بیماری کا حملہ تھا۔" احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

نیز ربوہ میں محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب اور حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری بیمار ہیں۔ احباب جماعت ہر دو حضرات کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

محکمہ تار و ڈاک میں ہڑتال کے خطرہ کے پیش نظر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے تعاون کی پیشکش

اور

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی طرف سے شکریہ کا اظہار

گذشتہ دنوں محکمہ ڈاک و تار کے ملازمین نے حکومت کو جو سٹرائک کا نوٹس دیا تھا۔ اور اس کا خطرہ سروں پر منڈلا رہا تھا۔ اس کے پیش نظر جناب ناظر صاحب امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے سلسلہ کی تعاونی روایات کے پیش نظر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو چٹھی لکھی جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اس موقعہ پر ہر طرح تعاون اور امداد کی پیشکش کی۔ اس کے جواب میں ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی طرف سے جو شکریہ کی چٹھی موصول ہوئی اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:-

چٹھی نمبر 155 - ST
اے ایس۔ آر
مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۵۷ء

مکرم بندہ
بحوالہ آپ کی چٹھی نمبر الیف ۱۶ - ۵۷/۵۹۱ مورخہ ۸ اگست ۱۹۵۷ء مجھے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کر دوں کہ آپ نے محکمہ تار و ڈاک کی ہڑتال کے پیش نظر بڑی فراخ دلی سے اپنی طوعی خدمات کو پیش کیا ہے۔

آپ کا مخلص کے۔ ڈی۔ گپتا

بخدمت شری برکات احمد راجیکی ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

قادیان میں جشن آزادی کی تقریب

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی پُر مغز تقریر

قادیان ۱۵ اگست آج میونسپل کمیٹی قادیان کی طرف سے جشن آزادی کی تقریب منانے اور اس موقعہ پر قومی جھنڈا لہرانے کے لئے ٹاؤن ہال میں انتظام کیا گیا۔ جھنڈا لہرانے کی رسم ۸½ بجے صبح جناب باوا ہر کشن سنگھ صاحب پرنسپل سکھ نیشنل کالج قادیان نے ادا کی جس میں مقامی پولیس اور کالج کے این سی سی نے زیر قیادت کیپٹن کرتار سنگھ صاحب جھنڈے کو سلامی دی۔ تقریب کو پُر رونق بنانے کے لئے آتشبازی چھوڑی گئی۔ چونکہ موسم ابر آلود تھا اس لئے احتیاطاً جلسہ کی تقریب ٹاؤن ہال کے اندر بڑے کمرے میں منائی گئی جس میں سامعین کے بیٹھنے کے لئے قرینہ سے کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ اور لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب باوا ہر کشن سنگھ صاحب پرنسپل سکھ نیشنل کالج شروع ہوئی۔ آغاز کار میں کچھ نظمیں پڑھی گئیں اور گیت گائے گئے۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تقریر

ازاں بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آزادی کے حصول اور اس کے قیام کے متعلق ایک پُر مغز اور مختصر تقریر فرمائی جس میں آپ نے آزادی کے لئے لمبے عرصہ کی قربانیوں کا ذکر کیا اور ان قربانیوں کے خوش کن نتائج جو آزادیٔ وطن کی شکل میں ظاہر ہوئے پر روشنی ڈالی آپ نے اس بات پر زور دیا کہ یہ آزادی اُس وقت تک قائم رہ سکتی ہے کہ ہم اپنے پیشرو بزرگان کی قربانیوں سے سبق سیکھیں اور ان قربانیوں کے قائم رکھنے بلکہ بڑھانے کی طرف توجہ کریں۔ آپ نے فرمایا کوئی قوم اپنی آزادی کو برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک کہ ہر آنے والی نسل پچھلی نسل سے اپنے اخلاق اور جذبہ قربانی میں بڑھ کر نہ ہو۔ آخر میں آپ نے اسباب پر زور دیا کہ ملک کی ترقی اور سربلندی کے لئے تمام بھارت واسیوں کا اتحاد اور یکجہتی لازمی اور ضروری ہے۔ بغیر اس اتحاد کے نہ اندرونی طور پر ملک مضبوط ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی بیرونی حملہ سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

جناب باوا ہر کشن سنگھ صاحب کی تقریر

جناب صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد صدر جلسہ جناب باوا ہر کشن سنگھ صاحب نے نہایت عمدہ الفاظ میں آزادی کی جد و جہد پر تاریخی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی اور خاص طور پر مغل شہنشاہ سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ کے اخلاق اور جد و جہد کے متعلق بیان کیا۔ اس ضمن میں آپ نے ابو ظفر بہادر شاہ کے کئی شعر بھی پڑھے۔ جن میں شہنشاہ کا یہ مشہور شعر بھی تھا:-

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا خواہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

آپ نے بھگت سنگھ اور رانی جھانسی کی قربانیوں کا بھی ذکر کیا۔ تقریر کے آخر میں تمام بھارت واسیوں کو اتحاد و اتفاق کی تلقین کی۔ اور بیان فرمایا کہ بیشک آزادی لینا بھی مشکل ہے۔ لیکن آزادی کو برقرار اور قائم رکھنا اس سے بھی مشکل ہے ہماری تھوڑی سی غفلت اور کوتاہی اس نعمت کو ضائع کر سکتی ہے لہذا ہمیں چوکس رہنا چاہیئے اپنے اخلاق کو بلند کرنا چاہیئے اور اتحاد و اتفاق اور تعاون سے ملک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ کی تقریر نہایت مؤثر مفید اور پُرجوش تھی۔ حاضرین نے بہت توجہ سے آپ کی تقریر سنی۔

تقریب میں جماعت احمدیہ کی شمولیت

ہماری جماعت جو خدا کے فضل سے قومی اور ملکی تحریکات میں دوسرے سب اہالیان شہر سے زیادہ حصہ لیتی ہے اس دفعہ بھی باوجود موسم کی خرابی کے تنظیم اور ترتیب سے کثرت سے اس تقریب میں شامل ہوئی اور شہر میں باوجود ہماری تعداد پانچ فیصدی ہونے کے جلسہ میں ہماری حاضری ساٹھ فی صد کا تھی۔ اس طرح آزادی کی تقریب ساڑھے نو بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

کھیلیں

اسی سلسلہ میں ۱۶ اگست بعد عصر دفتر ٹاؤن کمیٹی کے پاس احمدیہ کلب اور قادیان کے دیگر شہریوں کے مابین والی بال میچ ہوا جس میں احمدیہ کلب کامیاب رہی۔ نیز کشتی وغیرہ کی کھیلیں بھی ہوئیں۔ آخر میں پریذیڈنٹ صاحب ٹاؤن کمیٹی نے انعامات تقسیم کئے۔

ہندوستان میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بتاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۵۷ء

تمام ہندوستانی احمدی جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ہاں بتاریخ ۱۵ ستمبر بروز اتوار جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کا اہتمام کریں۔ مناسب ہے کہ مقامی غیر مسلم ذی اثر دوستوں کو تقریر کرنے اور جلسہ میں شمولیت کی خصوصی دعوت دی جائے۔ اور بعد انعقاد جلسہ ان کی مفصل رپورٹ مرکز میں بھجوائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۵۷ء

ہمارا جلسہ سالانہ

نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان سے احباب جماعت کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ امسال قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۶ واں سالانہ جلسہ تاریخ ۶، ۷، ۸ر اکتوبر ۱۹۵۷ء منعقد ہو رہا ہے۔ گویا اس جلسہ میں صرف ماہ سوا ماہ باقی ہے۔ اور یہ مدت کوئی زیادہ نہیں احباب جماعت کو ابھی سے جلسہ میں شمولیت کا فیصلہ کر کے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ تا وقت پر کسی طرح کی دقت پیش نہ آئے۔

وہ کونسا احمدی ہے جسے اپنے مقدس اور محبوب مرکز میں آنے اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی تمنا نہ ہو اور درحقیقت اسی نیک اور پاک جذبہ کے ماتحت ہر سال دور دراز کا سفر کر کے احباب جماعت اس مقدس بستی میں کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور سر آنیوالا مسیح پاک کے اس الہام کی صداقت کا زندہ ثبوت ہوتا ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ نے آپ کو آج سے پون صدی قبل ۱۸۸۲ء میں اطلاع دی کہ

الا ان نصر اللّٰہ قریب یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق (تذکرہ صفحہ)

خبردار ہو کر خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے وہ مدد ہر ایک دور راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گی اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گی۔

پس کیا ہی مبارک ہے وہ انسان جو اپنی روح کو صیقل کرنے اور اپنے ایمان میں تازگی پیدا کرنے کے لئے قادیان میں آتا ہے۔ اور بموجب الہام الٰہی اس کا اپنا وجود بھی خدا کا ایک نشان بن جاتا ہے۔!!

اس وقت جبکہ جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز میں دنیا کے تمام احمدیوں کو جمع ہونے کی وہ سہولتیں حاصل نہیں جو خاص طور پر ہندوستان میں بسنے والے خوش نصیب افراد کو ہیں اس لئے ایسے قیمتی موقعہ سے فائدہ نہ اٹھانا بڑی بھول ہے۔

ہمارے جلسہ سالانہ میں شرکت عام تقریبوں کی طرح کسی دنیوی غرض کو پورا کرنا نہیں بلکہ محض رضائے الٰہی کے لئے اپنے ایمان کو تازہ کرنا اور خدا کی محبت اور عشق کی دولت کو حاصل کرنا اصل مقصود ہے۔ چنانچہ جلسہ کا تقریری پروگرام بھی اس کا آئینہ دار ہے۔ جس میں اسلام اور قرآن شریف کی صداقت اور دیگر امور دینی امور پر بصیرت افروز لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ اور حاضرین جلسہ کو احمدیت کے متعلق صحیح خیالات سننے کا موقع ملتا ہے۔ اسن و صلح کی تعلیم کا پرچار کیا جاتا ہے۔ جس سے ملک و ملت کے نظام کو تقویت پہنچتی ہے۔ اس طرح اس مبارک جلسہ میں شریک ہونے والا انسان ایک نئے عزم اور خاص جذبہ ایمان کو لے کر واپس اپنے وطن جاتا ہے۔ کیونکہ قادیان کے مقامات مقدسہ میں قیام کا عرصہ دعاؤں، ذکر الٰہی، مجالس وعظ میں شرکت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی باتیں سننے میں گذارنے کا خاص موقعہ میسر آتا ہے۔

حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی مجلس میں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو ملائکہ رحمت آسمان سے اتر کر ایسی مجالس کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ اور ان تمام لوگوں کی ترقی اور بلندی درجات کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور جب مجلس ختم ہو جاتی ہے۔ تو وہ اپنے اپنے مقام کی طرف صعود کر جاتے ہیں۔

غور کا مقام ہے کہ اگر پانچ دس بیس مومنوں کے اجتماع میں یہ خصوصیت ہے تو جہاں سینکڑوں مومنین کا اجتماع ہو اور پھر ایسے مقام میں جو فی ذاتہ مقدس مقام ہو اور ایسے اجتماع میں جو خدا کے ایک رسول کی آواز کے نتیجہ میں منعقد کیا جا رہا ہو۔ تو ایسے موقعہ پر آسمانی برکات کا کس قدر نزول متوقع ہے۔ پس ایسے بجز معمولی فیوض و برکات سے وہی حصہ دار ہو سکتا ہے۔ جو اس مبارک موقعہ پر حاضر ہو۔!!

دربار محبوب میں آنا خود ایک سعادت ہے۔ ان گلیوں اور راستوں کو دیکھنا جن میں خدا کا برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام سالہا سال چلتا رہا خود قلب بیدار میں تجلیات روحانیہ کے پیدا کرنے کا موجب ہے۔ پس کونسا ایسا احمدی ہے۔ جسے احمدیت کے بانی اور اس کے مقدس آثار سے والہانہ تعلق نہ ہو۔ اس لئے جلسہ سالانہ کے دنوں میں قادیان آنے کی توفیق پانا خدا کا بڑا فضل ہے اس سے قلوب صیقل ہوتے ہیں۔ اور ارواح میں انتعاش پیدا ہوتا ہے۔ ملک کے اکناف و جوانب سے آئے ہوئے بھائیوں کی ملاقات سے تعارف بڑھتا اور ایمانی سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا تازہ پیغام تو مومنوں کی نئی زندگی کا موجب ہوتا ہے۔

جب ہر قوم اپنے اپنے مقصد کے پیش نظر سیاسی اور تمدنی اجتماعات منعقد کرتی ہے اور اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے گذشتہ حالات پر عبرت بھری نظر اور مستقبل کے متعلق تفکر اور تدبر کی نگاہ سے کام لیتی ہے، کیا ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اس زمانہ کے امام علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان مقدس ایام میں اپنے روحانی مرکز میں محض اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے اکٹھے ہوں اور ان امور پر غور کریں جو اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے زیادہ مفید اور قابل عمل ہوں۔

آج دوسرے مسلمان محض الامرکزیت کی وجہ سے پراگندہ بھیڑوں کی طرح پڑے ہیں اور باوجود ایک بڑی تعداد کے خدمت دین کے کام سے محروم ہیں۔ ان تمام اسلامی فرقوں میں سے جماعت احمدیہ ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ایک ہاتھ پر جمع ہو کر اشاعت و تبلیغ اسلام کے فریضہ کو کامیابی سے سرانجام دے رہی ہے۔ لیکن ایک ہی حالت پر قانع ہو جانا درست نہیں۔ آج دنیا نہایت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے اور اس کے بدلے ہوئے حالات کے مطابق ہماری مساعی میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ان باتوں پر غور کرنے کیلئے جماعت کا سالانہ اجتماع ایک زرین موقعہ ہے جس سے فائدہ اٹھانا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔

اگرچہ اس سال کے جلسہ سالانہ کی مقررہ تاریخوں میں ابھی چند روز باقی ہیں۔ لیکن تیاری کا یہی وقت ہے اس مبارک موقعہ میں شرکت کے لئے آپ خود بھی آئیں اور اپنے دوستوں اور زیر تبلیغ حضرات کو بھی ہمراہ لائیں۔ اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی اُن پرسوز دعاؤں سے حصہ لیں جو اس غرض سے سفر کرنے والوں کے حق میں آپ نے ان الفاظ میں فرمائیں:-

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور انکو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت اپنے ان بندوں کیساتھ اُنکو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے! اور تا اختتام سفر ان کے بعد اُن کا خلیفہ ہو! اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر! اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین!"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

عزیز مرزا مظفر احمد سلمہ کے لئے
دعا کی تحریک

از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔

عزیز مظفر احمد سلمہ اور ان کی بیگم یورپ اور امریکہ کے لمبے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں۔ ابتدائی ڈیڑھ ماہ رخصت کا ہے جس میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے بعد عزیز مظفر احمد سلمہ نے امریکہ میں حکمانہ ٹریننگ لینی ہے۔ جہاں وہ یورپ کے مختلف شہروں میں سے ہوتے ہوئے جائیں گے۔ روانگی انشاء اللہ لاہور سے ۱۷ر اگست کو کراچی سے ۱۲ر اگست کو ہو گی۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ ہر دو عزیز ان کی خیریت اور کامیاب اور بامراد واپسی کے لئے سوز دل سے دعا فرمائیں۔ اور انہیں برابر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اس سے قبل عزیز مظفر احمد سلمہ کے دو بھائی بھی باہر گئے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک خدمت سلسلہ کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ ان کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء

والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد
حال وارد لاہور

قادیان میں جماعت احمدیہ کا چھیاسٹھواں

سالانہ جلسہ ۱۹۵۷ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۶واں سالانہ جلسہ ۶۔ ۷۔ ۸ر اکتوبر کو یعنی دسہرہ کی تاریخوں کے مطابق منعقد ہو گا۔ جملہ پریذیڈنٹ و امراء صاحبان اور مبلغین سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس کی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر تحریک کریں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع سے مستفید ہونے کے لئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

مشکلات و مصائب عارضی چیزیں ہیں تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس یقین پر قائم رہو

(کہ)

بالآخر تم ہی کامیاب رہو گے (انشاء اللہ)

جماعت احمدیہ کے لئے عزت اور کامیابی کا مقام مقدر ہو چکا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

عربی زبان میں

ایک مثل ہے

کہ من جرّب المجرب حلّت بہ الندامۃ کہ جو شخص کسی ایسی چیز کا جس کا بار بار تجربہ ہو چکا ہو دوبارہ تجربہ کرنا چاہے اُسے ہمیشہ ندامت لاحق ہوتی ہے۔ اس مثل کا مفہوم درحقیقت یہی ہے کہ جو چیزیں ثابت شدہ ہوں۔ اور متواتر ان کا تجربہ کیا جا چکا ہو ان کے متعلق کسی قسم کا شبہ دل میں پیدا کرنا۔ اور پچھلے تجربہ کے خلاف عمل کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ اب دنیا میں انسان نہ معلوم ہزاروں سال سے ہے یا لاکھوں سال سے ہے۔ یا جیالوجسٹوں کے خیال کے مطابق اربوں سال سے ہے۔ بہرحال جب سے اس نے بشر کی حیثیت سے اپنے آپ کو محسوس کیا ہے۔ موت اس کے ساتھ لگی چلی آ رہی ہے۔ جو لوگ ڈارون کی تھیوری کے قائل ہیں۔ اور درحقیقت وہی ہیں جو دنیا کی عمر کروڑوں اور اربوں سال قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انسان سے پہلے ایک مسنگ لنک (missing link) تھا جس کے متعلق زیادہ تر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ گوریلا کی قسم میں تھا۔ لیکن اگر انسان کو دیکھو تو وہ بھی مرتا چلا آتا ہے اور اگر گوریلا کو دیکھو تو وہ بھی مرتا چلا آتا ہے اسی طرح گوریلا سے سینکڑوں سال پہلے جو جانور تھے وہ بھی مرتے چلے آئے غرض دنیا میں جتنے قسم کے ایسے جانور ہیں۔ جو انسان سے ملتے ہیں اور جو پیدائش انسانی سے سینکڑوں سال پہلے پائے جاتے تھے۔ اور جنہیں

ڈارون تھیوری

کے ماتحت نسل انسانی کے باپ دادا قرار دیا جاتا ہے۔ وہ بھی مرتے چلے آئے ہیں۔ اور انسان بھی مرتا چلا آیا ہے۔ اگر اتنے لمبے تجربہ کے بعد بھی کوئی شخص موت کو بھول جاتا ہے۔ تو وہ یقیناً ہدایت سے دور چلا جاتا۔ اور شیطان کے قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا تجربہ بھی ہے۔ اور وہ بھی

ہزاروں سال سے

چلا آ رہا ہے۔ اور وہ یہ کہ جو شخص خدا پر توکل کرتا۔ اور اس پر سچا یقین رکھتا ہے۔ وہ آخر کامیاب ہو جاتا ہے چنانچہ دیکھ لو آدمؑ نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ نوحؑ نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ ھودؑ نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ ابراہیمؑ نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ لوطؑ نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ شعیبؑ نے توکل کیا اور وہ کامیاب ہو گئے۔ موسےٰؑ نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ عیسےٰؑ نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ محمد رسول اللہؐ نے توکل کیا اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح بعد میں امت محمدیہ میں ہزاروں ہزار اولیاء ایسے گزرے ہیں۔ جنہوں نے توکل کیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔

قرآن کریم میں

اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ

لا تایئسوا من روح اللہ

انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون

(یوسف ع ۱)

کہ خدا کی رحمت سے کبھی مایوس مت ہو۔ کیونکہ اس کی رحمت سے وہی مایوس ہوتا ہے۔ جو کافر ہو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ پر سچا ایمان رکھتا ہو۔ اس کے سامنے لازماً محمد رسول اللہؐ بھی رہیں گے۔ موسےٰؑ بھی رہیں گے۔ عیسےٰؑ بھی رہیں گے۔ الیاسؑ بھی رہیں گے ذکریاؑ بھی رہیں گے۔ شعیبؑ بھی رہیں گے لوطؑ بھی رہیں گے۔ ابراہیمؑ بھی رہیں گے۔ نوحؑ بھی رہیں گے۔ آدمؑ بھی رہیں گے۔ اور ان کی زندگیوں کو دیکھ کر وہ کبھی مایوس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی زندگیوں میں ہزار ہا واقعات ایسے ہوئے ہیں۔ کہ کوئی انسان یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ پھر وہ کامیاب ہو گئے۔ غرض دنیا میں ہمیں یہ دونوں باتیں نظر آتی ہیں۔ کہ جب لوگ موت کو بھول جاتے ہیں۔ تب بھی وہ خدا سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان سے قریب ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ

خدا تعالےٰ پر توکل

ترک کر دیتے ہیں۔ اور اس کی نصرت اور تائید کے واقعات کو بھول کر امید چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ تب بھی خدا تعالےٰ سے دور ہو جاتے۔ اور شیطان کے قریب ہو جاتے ہیں۔ ورنہ جو شخص خدا تعالےٰ پر سچا توکل رکھتا ہے۔ اس کی امید بڑی مضبوط ہوا کرتی ہے۔ اور وہ کسی حالت میں بھی مایوسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کے ہزاروں فرستادے ایسے گزرے ہیں۔ جنہوں نے انتہائی مشکلات میں بھی خدا تعالےٰ پر امید نہیں چھوڑی۔ اور آخر خدا نے انہیں کامیاب کر دیا۔

حضرت نظام الدین صاحب اولیاءؒ کا واقعہ

ہے۔ کہ ان کے زمانہ کا بادشاہ ان کا مخالف ہو گیا۔ وہ اس وقت بہار کی طرف کسی جنگ پر جا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ جب میں واپس آؤں گا۔ تو انہیں سزا دوں گا۔ ان کے مریدوں نے یہ بات سُنی۔ تو وہ بڑے گھبرائے۔ اور انہوں نے شاہ صاحب سے آ کر کہا۔ کہ حضور جو لوگ شاہی دربار میں رسوخ رکھتے ہیں۔ اگر ان کے ذریعہ بادشاہ کے پاس سفارش ہو جائے۔ تو بہتر ہوگا آپ نے فرمایا۔

ہنوز دلّی دور است

ابھی تو اس نے لڑائی کے لئے جانا ہے۔ اور پھر دشمن سے جنگ کرنی ہے ابھی سے کسی فکر کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت تو وہ دلّی میں موجود ہے اور لڑائی کے لئے گیا بھی نہیں۔ پھر آٹھ دس دن اور گذر گئے۔ تو مرید پھر گھبرائے ہوئے آپ کے پاس آئے اور کہا حضور اب تو آٹھ دس دن گذر چکے ہیں۔ اور بادشاہ لڑائی کے لئے جا چکا ہے۔ اب تو کوئی علاج سوچنا چاہیئے۔ مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ

ہنوز دلّی دور است

آخر جس جنگ پر وہ گیا تھا۔ اس کے متعلق خبر آ گئی کہ اس میں بادشاہ کو فتح حاصل ہو گئی ہے۔ اور وہ واپس آ رہا ہے۔ مرید پھر گھبرائے ہوئے آپ کے پاس پہنچے۔ اور بادشاہ کی واپسی کی خبر دی۔ مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ

ہنوز دلّی دور است

ابھی تو وہ چار سو میل کے فاصلہ پر ہے ابھی سے

فکر کی کیا ضرورت ہے

جب وہ آٹھ دس منزل کے فاصلہ پر پہنچ گیا۔ تو وہ پھر آئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ اب تو وہ بہت قریب آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا

ہنوز دلّی دور است

جب وہ اور زیادہ قریب آ گیا۔ اور دو تین منزل پر پہنچ گیا۔ تو پھر آپ کے مرید سخت گھبراہٹ کی حالت میں آپ کے پاس پہنچے مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ

ہنوز دلّی دور است

آخر ایک دن پتہ لگا کہ بادشاہ کی فوجیں فصیلوں کے باہر ٹھہر گئی ہیں۔ اُن سے مرید یہ خبر سن کر پھر آپ کے پاس آئے اور کہا کہ حضور اب تو وہ دلّی کی فصیلوں تک آ پہنچا ہے۔ آپ نے فرمایا:-

ہنوز دلّی دور است

ابھی تو وہ فصیل کے باہر ہے۔ اندر تو داخل نہیں ہوا کہ ہمیں گھبراہٹ ہو اسی رات ولی عہد نے فتح کی خوشی میں ایک بہت بڑی دعوت کی اور شاہانہ جشن منایا۔ ہزاروں لوگ اس دعوت اور رقص و سرود کی محفل میں شریک ہوئے۔ ولی عہد نے اس دعوت کا انتظام ایک بہت بڑے محل کی چھت پر کیا تھا۔ چونکہ چھت پر بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ اس لئے اچانک چھت نیچے آ گرا اور بادشاہ اور اس کا ولی عہد دونوں دب کر ہلاک ہو گئے۔ صبح جب بادشاہ کی موت کی خبر آئی۔ تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں نہیں کہتا تھا کہ

ہنوز دلّی دور است

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے زمانہ میں

بھی ہم نے ایسے کئی واقعات دیکھے ہیں ۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب بڑے گھبرائے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے ۔ اور انہوں نے کہا کہ حضور فلاں ہندو مجسٹریٹ جس کے سامنے آپ کا مقدمہ ہے اس پر آریوں نے بڑا زور ڈالا ہے ۔ کہ یہ قوم کی خدمت کا موقعہ ہے تم جس طرح بھی ہو سکے مرزا صاحب کو قید کر دو ۔ اور سنا ہے کہ مجسٹریٹ نے بھی ان سے وعدہ کر لیا ہے سال ہے بہتر ہے کہ کوئی انگریز وکیل مقرر کر لیا جائے ۔ اس طرح کچھ مدت کے لئے حضور کسی دوسرے ضلع میں چلے جائیں ، اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ عدالت میں بھجوا دیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سنا تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے ۔ اور بڑے جوش سے فرمایا کہ خواجہ صاحب ! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ۔ کس کی طاقت ہے کہ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکے ۔ چنانچہ خدا کی شان ہے ۔ کہ ابھی وہ سنانے نہیں پایا تھا ۔ کہ تبدیل ہو گیا ۔

غرض

خدا تعالیٰ کی نصرت اور اسکی تائیدات

کے کرشمے ہمیشہ ہماری نظروں کے سامنے رہتے ہیں ۔ کچھ کہانیوں اور قصوں کے ذریعہ اور کچھ اپنے مشاہدات اور تجربات کے ذریعہ ۔

ہارون الرشید کے زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک نواسے کو جو حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے تھے ۔ اور جن کا نام غالباً موسیٰ رضا تھا بادشاہ نے لوگوں کی شکایتوں پر قید کر دیا اور آخر مختلف مقامات سے بدلتے ہوئے انہیں بغداد بھجوا دیا ۔ اس نے سمجھا ہو گا وہاں کے لوگوں پر شیعیت کا اثر نہیں اس لئے انہیں کہیں بھجوانا زیادہ مناسب ہو گا ۔ ایک دن بادشاہ نے رات کے وقت جیلخانہ کے افسروں کو کہلا بھیجا کہ میں فلاں قیدی کو دیکھنا چاہتا ہوں تم جیل کے دروازے کھلے رکھو ۔ جب بادشاہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہ قیدخانہ میں رسیوں سے جکڑے پڑے ہیں ۔ وہ بڑی احتیاط سے ان رسیوں کو کھولتا جاتا اور ساتھ ساتھ روتا جاتا تھا پھر ان کے جسم پر ان رسیوں کے جو نشانات پڑ گئے تھے ۔ ان کو اپنے ہاتھ سے ملتا جاتا تھا ۔ انہوں نے کہا ہارون یہ کیا بات ہے ۔ کل تک تو تمہارے جیلر مجھ پر بڑی بڑی سختیاں کرتے تھے ۔ مگر آج تم خود رسیوں کے بند کھول رہے اور رو رہے ہو ۔

ہارون الرشید نے کہا

میں بھی اس سال حج کو آیا تھا ۔ آج رات جب میں محل میں سو رہا تھا ۔ تو میں نے رویا میں دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں ۔ آپؐ میرے کمرہ میں آئے اور آپ نے زور سے مجھے ٹھوکر ماری اور فرمایا او بدبخت تجھے شرم نہیں آتی کہ میرا بیٹا جیل خانہ میں پڑا ہوا ہے اس کے ہاتھوں میں رسیاں بندھی ہیں اور اس کے جسم کو جکڑا گیا ہے اور تو اپنے محل میں آرام سے سو رہا ہے اس پر میں نے اسی وقت اُٹھ کر جیل والوں کو اطلاع بھجوائی کہ میں آ رہا ہوں دروازے کھلے رکھے جائیں ۔ یہ ایک واقعہ نہیں ایسے ہزاروں واقعات ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جب مدد دینے پر آتا ہے ۔ تو وہ ایسے ذرائع سے مدد دیتا ہے ۔ جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے ہیں ۔ ہماری جماعت کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے وعدے فرمائے ہیں ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے ایک دفعہ الہاماً فرمایا کہ " خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا ۔ اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری موت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں ۔ وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے ۔ لیکن

خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا

اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا ۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا روز قیامت غالب رہیں گے ۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے ۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے " ۔

(تذکرہ صفحہ $\frac{۱۲۵}{۱۴۲}$)

مگر اللہ تعالےٰ کے ان وعدوں کے باوجود

میں دیکھتا ہوں

کہ تھوڑی سی مصیبت بھی آتی ہے ۔ تو جماعت کے بعض دوست گھبرانے لگ جاتے ہیں وہ نہیں سوچتے کہ یہ مشکلات آدمؑ کے وقت میں بھی تھیں نوحؑ کے وقت میں بھی تھیں ۔ ابراہیمؑ کے وقت میں بھی تھیں ۔ موسےٰ کے وقت میں بھی تھیں عیسےٰ کے وقت میں بھی تھیں اور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی تھیں ۔ جب آج بھی وہی خدا موجود ہے جو ان کے زمانہ میں تھا تو

کیا وجہ ہے

کہ ہم مایوس ہو جائیں کیا ہمارے ایمان پہاتنے بھی نہیں جتنے موسےؑ کے ماننے والوں کے تھے یا عیسےٰؑ کے ماننے والوں کے تھے یا شعیبؑ اور زکریا اور ہودؑ کے ماننے والوں کے تھے ۔ یا ابراہیمؑ کے ماننے والوں کے تھے یا نوحؑ کے ماننے والوں کے تھے یا آدمؑ کے ماننے والوں کے تھے ان کے ماننے والوں نے اللہ تعالےٰ پر اپنی امید قائم رکھی اور آخر انہیں کامیابی حاصل ہوئی ۔ بلکہ ان پر وہ زمانہ بھی آیا جب کفار نے یہ خیال کر لیا کہ ان پر کوئی عذاب نہیں آئے گا ۔ اور جو خبریں اللہ تعالےٰ کے انبیاء نے ان کی تباہی کے متعلق دی تھیں وہ بالکل جھوٹی تھیں ۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

حَتّٰۤی اِذَا اسْتَایْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا (یوسف ع)

غلطی سے لوگ اس آیت کے یہ معنے کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید ہو گئے اور مومنوں نے خیال کر لیا کہ ان سے جو فتوحات کے وعدے گئے تھے وہ جھوٹے تھے تو اچانک ان کے پاس ہماری مدد آ گئی ۔ حالانکہ نہ خدا کے فضل سے مایوسی نبیوں کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے اور نہ مومنوں کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا ہو کہ خدا تعالےٰ نے ان سے جھوٹے وعدے کئے تھے ۔ درحقیقت

اس آیت کا مطلب یہ ہے

کہ جب لوگ شرارت میں بڑھتے چلے گئے تو ایک طرف تو رسول ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے ۔ اور دوسری طرف کفار بھی مطمئن ہو گئے ۔ اور یقین ہو گیا کہ ان سے جو عذاب کے وعدے کئے گئے ہیں وہ پورے نہیں ہوں گے ۔ اور نبیوں کی پیشگوئیاں غلط نکلیں تب خدا تعالےٰ کی نصرت آ گئی ۔ اور اس نے ائمۃ الکفر کو تباہ کر کے رستہ صاف کر دیا ۔ غرض جو کچھ پہلوں سے ہوا ہے ۔ وہی ہم سے بھی ہو گا ۔ خدا بدل نہیں گیا بلکہ جو خدا پہلے تھا وہی اب بھی موجود ہے ۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں اسی

خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مجھے اسی خدا نے مبعوث فرمایا ہے جس خدا نے آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو مبعوث فرمایا تھا ۔ پس ہر قسم کے وہم احمدیوں کو اپنے دل سے دُور کر دینے چاہئیں اور انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے لئے

عزت اور کامیابی کا مقام

مقدر ہو چکا ہے ۔ بے شک درمیانی عرصہ میں مشکلات بھی آئیں گی ۔ مگر وہ عارضی ہوں گی اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ایسی ہوائیں چلائے گا ۔ جن سے وہ تمام مشکلات اڑ جائیں گی اور اس کی برکتیں ان کو حاصل ہوں گی ۔ سوائے ان لوگوں کے جو اس کی رحمت سے مایوس ہو جائیں گے ۔ کیونکہ انہوں نے خدا تعالےٰ کو جھوٹا سمجھا ۔ اور اس کے وعدوں پر انہوں نے یقین نہ رکھا ۔ مگر ایمان اور یقین رکھنے والے اور مشکلات میں ثبات و استقلال سے کام لینے والے لوگ کامیاب ہوں گے کیونکہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور جو لوگ خدا کے دامن کو پکڑے رکھتے ہیں ۔ وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں *

ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق

احباب جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا انسان مسلمان نہیں رہ سکتا ۔ زکوٰۃ اموال کو پاکیزہ کرتی ہے اور بڑھنے کا موجب ہوتی ہے ۔ صاحب نصاب مومن کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی ایسی ہی لازمی قرار دی گئی ہے جیسا کہ نماز کا ادا کرنا بعض افراد غلط فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے جماعت کی طرف سے عائد کردہ چندوں کو زکوٰۃ کا قائم مقام سمجھتے ہوئے اسکی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ زکوٰۃ اور چندہ زکوٰۃ کا قائمقام نہیں ہو سکتا ۔ اسلئے دوستوں کو چاہیئے کہ اس شرعی فرض کی ادائیگی میں سستی کرنے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ نہ بنیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت زکوٰۃ کی جملہ رقوم مرکز میں بھیجنی ضروری ہیں اور مقامی طور پر کوئی خرچ بھی مرکزی منظوری کے بغیر نہیں ہونا چاہیئے ۔ زکوٰۃ کی مدمیں آمد کی موجودہ رفتار بہت کم ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران مالی اسبارہ میں پوری توجہ اور کوشش سے کام نہیں لے رہے اگر احباب جماعت اس فرض کی طرف کما حقہ توجہ دیں اور اپنے حساب کا جائزہ لیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر گھر سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے ۔

اسلام کی برتری

اور

اس کے خلاف اخبار پرتاپ کی بعض نکتہ چینیوں کا جواب

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۴)

اسلام پہلا مذہب نہیں جو دنیا میں آیا ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرتا کہ اس سے قبل کوئی صداقت موجود نہ تھی۔ اور نہ اس کا کوئی ایسا دعویٰ ہے۔ اگر کسی نے ایسا سمجھا ہے تو یہ اس کی اپنی غلط فہمی ہے۔ اسلام اس کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ اسلام آخری مذہب ہے۔ وہ تمام صداقتیں اور ہدایتیں لے کر آیا ہے جو اس سے قبل موجود تھیں۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے ان مذاہب کے بعض وقتی اور اس زمانہ کے لحاظ سے غیر ضروری احکام کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور وہ کچھ ان کا سابقہ اور کچھ ان سے زائد تعلیم لے کر آیا ہے۔ اس کی کچھ تعلیم سابقہ مذاہب کی تعلیم جیسی ہی ہے اور کچھ ان سے بہتر۔ اس نے دیگر مذاہب کی خوبیوں کو ترک نہیں کیا بلکہ وہ بھی اس کے اندر موجود ہیں وہ جامع مانع کامل و مکمل بے نظیر اعلیٰ درجہ کا مجموعہ اور گلدستہ ہے۔ اس نے پہلے مذاہب میں راہ پا چکے نقائص کو بھی دور کر دیا ہے۔ اور جو ضروری تعلیمیں ان میں نہ تھیں وہ بھی اس نے پیش کی ہیں۔

یہ باتیں ہم اپنے پاس سے اسلام کی طرف منسوب نہیں کر رہے بلکہ ان تمام باتوں کا خود قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا کہ اگر دیگر مذاہب کے بعض وقتی احکام وغیرہ منسوخ کئے جا رہے ہیں تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ اسلام کے ذریعہ سے کوئی نقصان پہنچ رہا ہے۔ بلکہ انکی منسوخی کے ساتھ وہ کچھ ان جیسے اور ان سے بہتر احکام لا رہا ہے۔ اس لئے نتیجۃً نقصان کا کوئی احتمال نہیں بلکہ سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔ نقصان تب ہوتا جب ان کی منسوخی کے ساتھ کوئی نئی تعلیم پیش نہ کی جاتی۔ یا کی تو جاتی مگر اس سے بہتر نہ ہوتی۔ اس صورت میں بیشک سوال ہو سکتا تھا کہ پہلی تعلیم کو کیوں بلاوجہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔

پھر فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم کہ پہلے مذاہب وقتی ہونے کی وجہ سے کامل نہ تھے۔ مگر اسلام ایسے وقت میں آیا جبکہ انسانی دماغ اپنی ارتقائی منازل طے کرتے کرتے درجہ کمال کو پہنچ گیا۔ اس لئے اسے کامل تعلیم دے کر بھیجا گیا۔ اس لئے اس کا عالمگیر مذہب ہونے کا دعویٰ وقت کے تقاضا کے عین مطابق ہے۔ پھر فرماتا ہے فیھا کتب قیمۃ کہ اس میں ہر قسم کی اعلیٰ اور قائم رہنے والی تعلیم بھر دی گئی ہے اور کوئی دوسرا مذہب اس تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس جس بات کا اسلام کو خود اعتراف ہے۔ نہ تو اسے وجہ اعتراض بنایا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی ایسی بات کی وجہ سے اس پر الزام دیا جا سکتا ہے۔ جو اس نے نہیں کہی۔

دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اسلام اپنی موجودہ شکل میں دیگر مذاہب سے بہتر اور افضل ہے یا نہیں اور کہ ان میں سے کونسا مذہب زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ اور کونسا اس وصف سے عاری ہے۔ اسی طرح کونسا مذہب ایسا ہے جس میں روحانیت اب بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح کہ اس کے متعلق ابتداء میں دعویٰ کیا گیا تھا۔ جو اس میں پہلے موجود تھی۔ اور کونسا مذہب ایسا ہے جو اب بھی اپنا پھل دیتا ہے۔ سو اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ دیگر مذاہب اب اپنی غرض اور اپنا مقصد پورا نہیں کر رہے نہ ان پر چل کر کسی کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو رہا ہے۔ لیکن اگر اب بھی ان میں سے کسی کے ذریعہ سے کسی کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور خدا ان میں سے کسی شخص کے ساتھ بولتا سنتا اسے عملی طور پر مدد دیتا اور غیب کی باتیں اس پر کھولتا ہے۔ تو اس کی مثال ہمارے موجودہ زمانہ میں ہمارے سامنے پیش کی جائے۔ تحریری طور پر عبارتوں کا گو اس سے اس کا ثبوت دیا جا سکے۔ جو کہ قطعاً محال ہے۔ البتہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے ذریعہ سے اس کا مقصد ہر زمانہ میں پورا ہوتا رہے گا جس طرح پہلے ہو رہا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام پر چلنے والے اب بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق بناتے اور دنیا کو دعوت دینے اور اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اور اس وقت آپ کے جانشین حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ اسلام کی زندہ مثال ہیں۔ اور جو لوگ اس بارہ میں پوری تحقیق سے کام لیتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلام واقعی زندہ مذہب ہے۔ اور وہ اسلام و احمدیت کو قبول کرنے پر نہ صرف آمادہ ہو جاتے بلکہ اس کو اختیار کر کے خود بھی اس کے ذریعہ سے اپنے مقصد کو حاصل کرتے ہیں۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ مغربی ممالک میں بھی جو کہ مادہ پرستی کا گہوارہ ہیں اس امر کا واضح و روشن ثبوت موجود ہے۔

پس یہ ہے وہ چیز جسے اسلام پوری وضاحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتا اور ان کو اس معیار سے پرکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ فرماتا ہے مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین۔ کہ زندہ و پاکیزہ مذہب کی مثال اس درخت سے دی جا سکتی ہے جس کی جڑیں مضبوطی سے زمین میں قائم اور شاخیں بلند و بالا اور دور دراز تک پھیلی ہوئی ہیں اور وہ ہر زمانہ میں اپنا شیریں پھل دیتا ہے پس اسلام زندہ مذہب ہے اور اپنا پھل ہر زمانہ میں دیتا ہے۔ اور حقیقت کے پرکھنے کے لئے معیار بھی خود ہی بیان کرتا اور دنیا کو تحقیقات کی دعوت دیتا ہے۔ دیگر مذاہب اس سے کورے ہیں۔ اسلام نے عین وقت پر آ کر مرض کی صحیح تشخیص کی اور اس سے دنیا کو نجات دینے میں کامیابی حاصل کی۔ پس کوئی ہے جو اس معیار حقیقت سے اسلام و دیگر مذاہب کو پرکھے اور اپنے گوہر مقصود کو حاصل کرے۔

دوسرے اعتراض کا جواب

رہا یہ سوال کہ طلاق وغیرہ کے احکام اسلام نے کسی اور جگہ سے لئے ہوں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں۔ اسلام بھی اسی طرح الہامی مذہب ہے جس طرح دنیا کے دوسرے مذاہب الہامی ہیں۔ اس نے کسی مذہب سے کوئی چیز نہ تو نقل کی ہے نہ چرائی ہے دنیا کے جو مذاہب الہامی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کسی اوتار کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست آیا ہے۔ اگر ایک حکم کسی ایک مذہب میں کسی دوسرے اوتار کے ذریعہ سے آ گیا تو اس کا نام نقل یا سرقہ نہیں رکھا جا سکتا جیسا کہ اوپر بھی ذکر ہو چکا ہے۔ کہ جملہ مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی ہے یعنی خدا تعالیٰ کی ذات۔ اس وجہ سے ان میں اشتراک کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور اسی طرح کسی اشتراک سے انکار کرنا ایک بین صداقت کا انکار ہوگا۔ اسلام تو اپنے اندر تمام وہ اچھی تعلیمیں بھی رکھتا ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں پائی جاتی ہیں اسلام نے اگر کسی اصول یا حکم یا کسی قبیل کو آگے دہرایا ہے۔ تو اس نے کسی مذہب سے نقل نہیں کیا بلکہ اس نے ان مذاہب کی طرح براہ راست اسے اپنے اوتار یا نبی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ اس لئے یہ امر قطعاً قابل اعتراض نہیں۔ آخر جبکہ بنی نوع انسان کی مذہبی و روحانی ضروریات میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ تو ان ضروریات کو پورا کرنے والی تعلیموں میں بھی اشتراک لازمی ہے۔ اگر دو جگہ بیماری اور اس کے اسباب ایک ہیں تو علاج یقیناً ایک ہی ہوگا۔ اس اصل کے باعث مذاہب کی تعلیموں میں بھی ضرور اشتراک ہوگا۔ اور یقیناً ہے۔ اس سے کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ تعلیمات میں اشتراک ایک دوسرے سے نقل کرنے کا ثبوت ہرگز نہیں بالخصوص اس صورت میں جبکہ آج سے صدیوں پہلے سفر کی وہ سہولتیں میسر نہ تھیں۔ جو آج میسر ہیں اور نہ ہی مطابع کا وہ رواج تھا کہ کتب کی کثرت اشاعت اس حد تک متصور ہو سکے کہ اہل مذاہب کی کتب دوسروں تک پہنچ سکتی تھیں۔ خود اہل مذاہب کو اپنی الہامی کتب بمشکل دستیاب ہوتی تھیں۔ بلکہ حالات یہاں تک مخالف تھے کہ اسلام جو سب مذاہب سے آخر میں آیا ہے۔ اس نے ان اہل مذاہب کو بعض ایسی تاریخی باتوں کا علم دیا ہے۔ جو ان کو معلوم نہ تھیں فرعون کا واقعہ اسلام سے کس قدر پہلے کا ہے۔ اس کی لاش کی موجودگی کا کسی کو علم نہ تھا۔ اس کا علم اسلام نے دیا۔

اسلام میں عورت کا درجہ

ایک اور بات جو پرتاپ نے لکھی ہے۔ وہ یہ کہ دعوے تو بڑے بڑے کئے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق عورت کا درجہ مرد سے بہت کمتر ہے۔ اور اس کے ثبوت میں پہلی بات یہ لکھی ہے کہ لڑکی کو باپ کی جائداد میں سے کمتر حصہ کی مالک قرار دیا گیا ہے۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ پرتاپ نے ایسا لکھ کر اسلام سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ حقیقت بالکل ہی اس کے برعکس ہے۔ اگر بات صرف اس قدر ہوتی کہ اسے باپ کی طرف سے کم حصہ ملتا تو بے شک اسے ظلم قرار دیا جا سکتا تھا۔ بلکہ حقیقت کچھ اور ہے۔ اس کے حقوق میں کوئی کمی روا نہیں رکھی گئی بلکہ اس ورثہ کے علاوہ اسے خاوند کو

طرف سے زیور اور مہر بھی دیا جاتا ہے۔ جو اس کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ نیز اسلام نے عورت اور بچوں کا نان و نفقہ اور سکونت مرد کے ذمہ ڈالی ہے۔ ان اخراجات کی عورت کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں رکھی گئی۔ مرد اپنی کمائی میں سے برابر کا خرچ عورت کو بھی دیتا ہے۔ اگر پرتاپ اسبارہ میں ذرا غور کرے گا تو اسے آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان احکام کی وجہ سے عورت کس قدر نفع میں ہے۔ وہ اگر چاہے اسی امر میں دوسرے مذاہب سے اسلام کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دیکھ لے وہ اسلام کی تعلیم کو یقیناً دیگر مذاہب کی تعلیم سے اعلیٰ۔ اکمل۔ افضل اور احسن صورت میں پائے گا۔ خاص کر ان حالات میں جبکہ ہندو مذہب میں عورت کو ورثہ وغیرہ کے مالکانہ حقوق سے یکسر محروم رکھا گیا ہے یہ اعتراض عجیب معلوم ہوتا ہے۔

دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے مقابل پر

دوسری بات جو پرتاپ نے اسلام کی رو سے عورت کی حیثیت کو کمتر ثابت کرنے کے لئے لکھی ہے وہ دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دینا ہے ہمیں افسوس ہے کہ پرتاپ اسبارہ میں پورے طور پر غور نہیں کر سکا۔ اور اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی۔ یہ بات تو اصل عورت کے فائدہ کے لئے ہے۔ نہ کہ نقصان پہنچانے کے لئے۔ یہ بات اسلام نے اس کی ذمہ داری کو کم کرنے کے لئے رکھی ہے اس کے ذریعہ اسلام نے اسکے سر سے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے۔ یہ ایک سہولت ہے جو اسے دی گئی ہے۔ ادائیگی شہادت ایک بڑی ذمہ داری ہے یہ اسلام کی ایک نمایاں خوبی ہے کہ اس نے اس کی جسمانی کمزوریوں کا لحاظ کر کے اس پر مرد کے برابر بوجھ نہیں ڈالا۔ اور اسے رعایت دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اگر اس کی طرف سے شہادت کی ادائیگی میں گڑبڑ کا احتمال ہو تو اسے دوسری عورت سے مدد لے کر اپنی اس ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کر لینے کی کوشش کرنے کی اجازت ہے۔ اس میں اس کی فطرتی کمزوری کا اسلام نے لحاظ رکھا ہے جو کامل مذہب کا ایک ضروری فرض ہے۔

اس سے عورت کی حق تلفی نہیں ہوئی

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورت کا کوئی حق مارا گیا ہے یا اس کا مقام گرایا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے عورت اسی طرح خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتی ہے جس طرح مرد حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق ان دونوں میں کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔ ہاں فطرتی طور پر دونوں میں کچھ امور میں کمی و بیشی ہے۔ اس لئے اس فرق کو حسب موقع مدنظر نہ رکھنا قانون قدرت کی خلاف ورزی ہے۔ عورت اور مرد کے قویٰ اور بدن کی اعضاء میں کس قدر فرق ہے۔ کتنے مردوں نے رستم ہند رستم زماں کا خطاب پایا اس کے مقابلہ میں عورت کا حصہ صفر کے برابر ہے۔ مرد میں قوت متاثرہ ہے۔ اس میں مرد کے مقابلہ میں طبعاً حیا کا مادہ زیادہ ہے اس کے متعلق ہمیں زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص اس سے بخوبی واقف ہے اور دنیا کا کوئی ہوشمند انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ قدرت نے ہر دو کے ذمہ الگ الگ ان کے حسب حالات بعض فرائض ڈیوٹیوں کی ادائیگی لگائی ہے۔ عورت بچے جنتی اور ان کو دودھ پلاتی ہے۔ مرد کو خدا تعالےٰ نے اس کام سے سبکدوش رکھا ہے۔ اگر مرد و عورت میں ہر لحاظ سے مساوات ہی قائم کرنا لازمی ہے تو سب سے پہلے اسبارہ میں مساوات قائم کر کے دکھائی جائے۔ ایک سال عورت پیدا کرے اور اسے دودھ پلائے تو دوسرے سال مرد۔ ورنہ مساوات کا دعویٰ بے کار ہے بیشک مرد و عورت انسانی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ مگر ان میں بڑا فرق ہے۔ ہر لحاظ سے مرد و عورت میں مساوات چاہنا قانون قدرت کے صریح خلاف ہے۔ اور انہونی بات کو ہونی کر کے دکھانے کی کوشش ہے۔ جو کبھی بار آور نہیں ہو سکتی اور نہ آج تک کبھی ہوئی ہے۔ اگر عورت بچے پیدا کرنا چھوڑ دے۔ تو کیا مرد اس ڈیوٹی کو سنبھال لے گا۔ اگر نہیں تو پھر اسلام سے کیوں ہر اس بات میں مساوات کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو دوسری اقوام و مذاہب میں بھی مفقود ہے۔ اور قانون قدرت بھی اسے دھکے دیتا ہے جو دائرہ قدرت نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ اسی میں اسکی دینی و دنیوی بہتری اور اس کی مخالفت میں سراسر زیان ہے۔

بیک وقت چار بیویاں

تیسری بات جو پرتاپ نے اپنی مذکورہ بات کی تائید اور اسلام کے خلاف پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام میں بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت۔ یکر عورت کو نہ صرف ایک کھلونا بنا دیا گیا ہے۔ بلکہ عورت کے مقابلہ میں مرد کو فائق تسلیم کیا گیا ہے

اسجگہ بھی پرتاپ نے پورے تدبر سے کام نہیں لیا۔ اور قانون قدرت جو انسان کی راہنمائی کر رہا ہے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں مرد و عورت کے درمیان جو قدرتی امتیاز و فرق ہے اسے پیش نظر نہیں رکھا۔ اسلام نے مرد و عورت کے جملہ حالات کو مدنظر رکھ کر تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے یہ حکم نہیں ہے کہ ہر صورت میں اسے واجب العمل قرار دے کر اسے اعتراضات کا نشانہ بنایا جائے اس صورت میں جہاں مرد کو آزادی ہے وہاں عورت کو بھی آزادی حاصل ہے۔ اس پر کوئی جبر نہیں ہے۔ جب کوئی عورت اپنی مرضی سے اپنے لئے کسی ایسے ہی خاوند کو پسند کر لیتی ہے۔ جو پہلے بیوی رکھتا ہے۔ تو اس کی اپنی مرضی ہے اسلام نے اسے کوئی حکم نہیں دیا کہ وہ ضرور ایسا کرے۔ میاں بیوی راضی کیا کرے قاضی۔

دوسرے اس اجازت میں بھی اسلام نے مرد و عورت کے قدرتی حالات اور فطرتی تقاضوں اور حقیقی پیش آمدہ ضروریات و مشکلات کو مدنظر رکھکر اجازت دی ہے ایک ہی عورت کی صورت میں اولاد نہ ہونے یا اور کوئی صورت بیماری وغیرہ کی پیش آنے پر مرد کو دوسری عورت رکھنے کی اجازت نہ دینے سے اس کے حقوق تلف ہوتے اور قویٰ و جذبات پر ظلم ہوتا ہے اگر اس کے لئے جائز صورت پیدا نہ کی جاویگی تو ہو سکتا ہے کہ اس کا وجود سوسائٹی کے لئے مضر صورت اختیار کرے۔ مرد و عورت میں قویٰ کا نمایاں فرق ہونے کی وجہ سے ایک ہی عورت ہونے کی حالت میں بعض اوقات مرد کی طرف سے جو بوجھ اس پر پڑ سکتا یا اس پر تعدی ہو سکتی ہے۔ اسلام نے اس سے اسے نجات دلادی ہے بلکہ اس کی ذمہ داری کو کم کر کے اسے فائدہ پہنچایا ہے تعدد نکاح کی صورت میں مرد کو اسلام نے پورا پورا انصاف کرنے اور مساوات کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے پرتاپ ہمیں بتائے کہ عورت کے بیمار ہونے کی صورت میں یا ایک ہی بے اولاد عورت ہونے کی صورت میں وہ مرد کے ہاتھ میں کھلونے سے بڑھ کر کیا حیثیت رکھے گی۔ دنیا میں بے شمار ایسی عورتیں مل سکتی ہیں۔ جو اولاد نہ ہونے اور تعدد ازدواج کی ممانعت کے باعث مردوں کے ظلموں کا تختہ مشق ہیں۔ اور یہ تو سب کا عینی مشاہدہ ہے کہ ایک عورت کے ہاں اولاد بھی ہوتی ہے۔ مگر وہ اولاد چونکہ صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہے۔ اس لئے وہ مرد کی سختیوں کا نشانہ اور اس کے ظلموں کا تختہ مشق بنی رہتی ہے۔ اب اس امر کو سوچ لیں کہ جس عورت کے ہاں قطعاً کوئی اولاد ہی نہ ہو اس بیچاری کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور پھر ایسی صورت میں مرد کو مزید کسی شادی کی اجازت نہ دینا مرد کے حقوق و جذبات پر ظلم ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر کسی ملک میں عورتوں کی اکثریت ہو اور مرد ان کے مقابلہ میں تھوڑے ہوں جیسا کہ بعض مغربی ممالک میں یہ صورت کئی جگہ درپیش ہے۔ اور جنگ کے موقع پر اکثر ایسا ہو جانا ممکن ہے تو اس کا علاج سوائے تعدد ازدواج کے اور کیا ہے۔

عورت کے ساتھ کمزوری بالخصوص ولادت و ماہواری کا جو سلسلہ قدرت نے لگا دیا ہے۔ اس کی موجودگی میں دوسری عورت اس کے لئے نیز اس کے خاوند کے لئے بہترین خدمتگار ثابت ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح اپنے لئے آرام و سہولت اور دوسروں کے لئے خدمت کے مواقع پیدا کر کے اپنی زندگی کو قابل رشک بنا سکتی ہے جب گھر میں کوئی اور عورت نہ ہو اور کوئی دوسرا عورت بھی صحیح معنوں میں کام نہ دے سکے تو اس وقت دوسری بیوی کی قدر معلوم ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا اور بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر ہم اب اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت صرف مخصوص حالات میں متعدد قیود اور پابندیوں کے ساتھ دی ہے۔ جس کی وجہ سے مرد و عورت ہر دو کو آرام حاصل ہوتا ہے۔ اور عورت مرد کے ہاتھ میں کھلونا نہیں بن سکتی۔ اسلام نے ہر لحاظ سے عورت کے حقوق کی اسی طرح حفاظت کی ہے جس طرح کہ مرد کے حقوق کی کی ہے اور ان میں ایسی حقیقی مساوات قائم کی ہے کہ جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں۔ بلکہ ہم یہاں تک کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام میں عورت کو بعض حالات میں بعض خاص رعایتیں حاصل ہیں جیسا کہ عبادات میں۔ بہر حال عورت تمدنی و اخلاقی طور پر حقوق کے لحاظ سے مرد سے کسی طرح کم نہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض اوقات ملکی و سیاسی ضروریات کی بناء پر بڑے لوگوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ بیوگان کا شادی کرنا ضروری ہے اور نہ کرنا صنف نازک پر انتہائی ظلم ہے۔ جس سے صرف اسلام نے ہی نجات دلائی ہے۔ (باقی)

درخواست دعا:-

میری تین بچیاں بعارضہ بخار بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔ محمد حنیف جہانپوری۔

مسئلہ حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام — اور — ایک بنارسی مولانا

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

(۱)

پس منظر

چند دن ہوئے کہ اخبار "اہلحدیث دہلی" کے دو پرچے مورخہ یکم مئی و یکم رجون ۱۹۵۷ء نظر سے گزرے۔ جن میں مولانا ابو مسعود قمر بنارسی کا ایک مضمون بعنوان "حضرت عیسیٰ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے" دو قسطوں میں شائع ہوا ہے اس مضمون کی ابتداء میں قمر صاحب بنارسی نے دعوےٰ کیا ہے کہ

"ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے اور قیامت کے قریب دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے"

(یکم مئی ص۵)

اور بزعم خود اس مضمون کے اختتام پر یہ بھی ڈینگ مار دی۔ کہ

"حضرت عیسیٰ مسیح کے بجسد عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کو قرآن ثابت کر چکا ہے"

(یکم جون ص۱۱)

اور اس مضمون کے تحریر کرنے کا محرک اخبار آزاد نوجوان مدراس مجریہ ۱۹ر فروری ۱۹۵۷ء کا عنوان" اس کے قریب میں رہ آئیے" بیان کیا ہے۔

مگر جو شخص بھی دیانتداری اور سنجیدگی سے قمر صاحب بنارسی کے مضمون کا مطالعہ کرے گا۔ وہ دیکھ لے گا۔ کہ قمر صاحب نے قرآن مجید کی کس آیت سے یہ ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ مسیح ناصری بجسد عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے۔ تو مولانا صاحب بھی اگر دوبارہ اور سہ بارہ اپنے مضمون متذکرہ بالا کو پڑھیں گے۔ تو اُن کو کہیں بھی قرآن مجید کی کسی آیت میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں آسمان یا زندگی یا جسد عنصری کے ساتھ اُٹھائے جانے کا کوئی ذکر نہ ملے گا پس بنارسی صاحب کا حیات مسیح کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ لہٰذا وہ دعویٰ باطل ہے۔

بنارسی ہتھکنڈے

ہاں البتہ اس مضمون میں مولانا قمر صاحب نے ایک "بنارسی ہتھکنڈا" ضرور استعمال کیا ہے۔ کہ بڑی ہوشیاری سے ایک جعلی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی مگر اس کا حوالہ نہیں دیا۔ کیونکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ احادیث صحیحہ میں کہیں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کا لفظ نہیں آتا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ

" حالانکہ حضرت مسیح کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان علیحدہ موجود ہے۔ کیف اذانزل فیکم من السمآء و امامکم منکم۔ یعنی کیسے اچھے ہوگے تم جس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے"۔ (اہلحدیث یکم جون ص۱۱)

قمر بنارسی صاحب کو کیا معلوم کہ اُن کے اس بنارسی ہتھکنڈے کا راز فاش کرنے والے بھی موجود ہیں۔ اگر وہ حقیقت میں بزعم خود" مرزائیوں کے پرانے ہی خواہ ہیں تو وہ اس صحیح حدیث کا پورا حوالہ درج کریں۔ اور کتب احادیث میں سے پوری سند کے ساتھ اس حدیث کو پیش کریں۔ جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے آسمان پر جانے کا صراحتاً ذکر موجود ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکیں۔ تو پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس انذار کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں جو حضور نے جھوٹی احادیث آپ کی طرف منسوب کرنے والوں کے لئے بیان فرمایا ہے۔

مسئلہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام کی اہمیت

قمر صاحب بنارسی حیرانگی کے عالم میں پوچھتے ہیں کہ:۔

" حیات و ممات مسیح سے مرزا صاحب کو کیا تعلق"

(یکم مئی ص۵)

مگر دوسری طرف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری و مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی تحریر کرتے ہیں۔ کہ

" قادیانی علماء سے ہر دو بزرگوں کے اس مسئلہ پر کئی مناظرے ہوئے اور دونوں بزرگوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے مگر آسمان پر زندہ موجود ہیں" (یکم مئی ص۵)

پس اگر مسئلہ حیات و ممات مسیح کا حضرت مرزا صاحب سے کوئی تعلق نہ تھا تو آپ کے بزرگان کا حضرت مرزا صاحب یا احمدی علماء سے مباحثات کرنا اور اس مسئلہ کے بارہ میں کتابیں تصنیف کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔؟ معلوم ہوا کہ

- - - - - - - - - - - - - -

... اس مسئلہ کا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی سے ضرور کوئی تعلق تھا اور ہے۔ تبھی تو علماء کو اُس کے مقابل پر آنا پڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے یہ دعوےٰ فرمایا۔ کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے: کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اس جسد عنصری کے ساتھ نہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور نہ ہی وہ واپس آئیں گے بلکہ وہ سنتِ انبیاء کے مطابق وفات پا چکے ہیں۔ اور احادیث میں جس مسیح کے آنے کی پیشگوئی ہے وہ میں ہوں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

" مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"

(اربعین)

نیز فرمایا:۔

" میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفیٰ باللّٰہِ شھیداً"

(ملفوظات جلد اول ص۲۱۲)

چیلنج

اس دعوےٰ کے بعد آپ نے علماء کو یہ کھلا چیلنج دیا۔ کہ

(۱) " اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ ص۱۶۲ حاشیہ)

(ب) " میں اس وقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب حیات مسیح علیہ السلام کی آیات صریحۃ الدلالت اور قطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت کر دیں۔ تو میں دوسرے دعوےٰ مسیح موعود ہونے سے خود دست بردار ہو جاؤں گا اور مولوی صاحب کے سامنے توبہ کر دوں گا۔ بلکہ اس مضمون کی تمام کتابیں جلا دوں گا"

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲۱)

انعام

حضرت مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو مزید ہمت و حوصلہ دلانے کے لئے انعام کا بھی اعلان فرمایا۔ کہ:۔

" اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو۔ تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے جسمیں یہ لکھا ہو۔ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تاوان دے سکتے ہیں۔ اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کریں"

(کتاب البریہ ص۱۹۲ حاشیہ)

امید ہے اب مولانا بنارسی کے ذہن میں وہ تعلق آ گیا ہوگا۔ جو مسئلہ حیات و ممات مسیح کو حضرت مرزا صاحب کی ذات کے ساتھ ہے۔ جس کی وجہ سے علماء کو مختلف پاپڑ بیلنے پڑے اور ابھی بھی وہ اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ تاکہ کسی طرح مسیح ناصریؑ کو زندہ ثابت کر سکیں اور اس طرح حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعاوی غلط ثابت ہو جائیں اور اسی جذبہ کے پیش نظر مولانا قمر بنارسی نے متذکرہ بالا مضمون تحریر کیا ہے۔ مگر وہ یقین رکھیں۔ کہ جس طرح ان کے پیشرو علماء حضرت مسیح کی زندگی اور رفع الی السماء ثابت کرنے میں ناکام و نامراد رہے ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ ناکام ہی رہیں گے۔

اعترافِ حق

کیا قمر صاحب بنارسی کو علم نہیں۔ کہ اب ہندوستان کیا۔ عربی ممالک کے علماء بھی وفات مسیح ناصری کے قائل ہو گئے ہیں۔ اگر وہ بوجہ ضد و تعصب ہماری

بات کو نہیں سنتے تو کم از کم اپنے علماء کی بات کو ہی سنیں۔ اور اس پر غور کریں۔ شاید کہ حق اُن پر کھل جائے۔ چنانچہ

۱۔ مدراس کے ایک ہفتہ وار اخبار "جدید دلچسپ" مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کے صفحہ پر مفسر قرآن مولانا ابو الجلال صاحب ندوی کے حوالہ سے اعلان کیا گیا کہ:-

"عیسیٰ وفات پا گئے"۔

مولانا موصوف ابھی بقیدِ حیات موجود ہیں اخبار زندہ ہے اور اخبار کا مدیر بھی موجود ہیں۔ امید ہے اُن سے اس اعلان کی صحت کی تصدیق کرا کر تسلی کر لیں گے۔

۲۔ قاہرہ (مصر) کے ایک مشہور ہفتہ وار اخبار "الرسالہ" مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۴۲ء جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۶۲ میں استاد محمود شلتوت پروفیسر جامع ازہر و مفتی مصر کا ایک مفصل فتوےٰ اس سلسلہ کے بارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ پر بحث کرتے ہوئے بالآخر یہ فتویٰ صادر کیا گیا ہے۔ کہ:-

"انہ لیس فی القرآن الکریم ولا فی السنۃ المطہرۃ مستند یصلح لتکوین عقیدۃ یطمئن الیھا القلب بأن عیسیٰ رفع بجسدہ الی السماء و انہ حیّ الی الآن فیھا وانہ سینزل فیھا آخر الزمان الی الارض۔

۲۔ ان کل ما تفید الآیات الواردۃ فی ھذا الشان ھو وعد اللہ عیسیٰ بانہ متوفیہ اجلہ ورافعہ الیہ و عاصمہ من الذین کفروا و ان ھذا الوعد قد تحقق فلم یقتلہ اعداءہ ولم یصلبوہ ولکن وفّاہ اللہ اجلہ ورفعہ الیہ۔

ترجمہ۔ قرآن مجید اور سنتِ مطہرہ میں کوئی ایسی سند نہیں جس سے یہ عقیدہ درست قرار پاتا۔ اور دل مطمئن ہو جاتا کہ حضرت عیسیٰ جسم سمیت آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ اب تک وہاں زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں وہاں سے اُتریں گے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ کے بارہ میں قرآنی آیات یہ بتا رہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ اُن کو وفات دے گا۔ اور اُن کا رفع کرے گا۔ اور انہیں کافروں کے شر سے بچائے گا اور یہ وعدہ یقیناً پورا ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ کے دشمن نہ انہیں قتل کر سکے اور نہ صلیب پر مار سکے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدتِ حیات کو پورا کر کے انہیں وفات دی اور اُن کا رفع فرمایا۔

بنارسی ہتھکنڈہ نمبر ۲

قمر صاحب بنارسی کو چونکہ علم تھا کہ اب مسئلہ حیات مسیح میں کوئی دم خم باقی نہیں رہا۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اس باطل عقیدہ کو دھکے دے رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے ایک دوسرا بنارسی ہتھکنڈہ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا تو مرزا جی نے اپنی دعا سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مر جائیگا۔ اور بقول مرزا اُن کی اس دعا کو خدا نے قبول کر لیا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ چاہے مانیں یا نہ مانیں مگر یہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ خدا نے مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق کر دیا۔ .... اس لئے مولانا امرتسری کی زندگی میں مرزا قادیانی لاہور جا کر ہیضہ کی مرض سے مر گئے۔"

(اہلحدیث یکم مئی ۱۹۶۸ء صفحہ ۵)

بنارسی کا کذب صریح

کیا قمر صاحب بنارسی حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایسی تحریر پیش کر سکتے ہیں جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ

"مولوی ثناء اللہ صاحب چاہے مانیں یا نہ مانیں" مگر یہ ہو کر رہے گا!"

یہ قمر صاحب کا "بنارسی ہتھکنڈہ" اور کذب صریح ہے۔ وہ دینی معاملات میں مکر و فریب سے کام لے رہے ہیں جو ایک عالم دین کی شان کے شایاں نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوتِ مباہلہ دی تھی۔ اور اعلان کیا تھا کہ

دعوتِ مباہلہ

"اگر اس چیلنج پر وہ (مولوی ثناء اللہ صاحب) مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے۔ تو وہ ضرور پہلے مریں گے۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۷)

بالآخر آپ نے ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو وہ مباہلہ کا اشتہار شائع کرایا۔ جس کے متعلق خود مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

"کرشن قادیانی نے ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔"

(مرقع قادیانی ماہ جون ۱۹۰۸ء)

اور شرعی مباہلہ کی تعریف خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان الفاظ میں کی ہے۔ کہ

"مباہلہ کے اصل معنے چونکہ یہ ہیں۔ کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بددعا کریں۔"

(مرقع قادیانی ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴)

مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے اور مقابل پر آنے سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ لکھا۔ کہ

۱۔ یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

۲۔ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔

۳۔ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

الغرض مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس طریق فیصلہ کو کبھی منظور نہ کیا۔ کہ "کاذب صادق سے پہلے مرے"۔ اور نہ ہی مباہلہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کا مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں فوت ہو جانا آپ کے کذب کی دلیل نہیں۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے صاف لکھا۔ کہ

"آنحضرت علیہ السلام باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔"

(مرقع قادیانی بابت ماہ اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

اور حضرت مرزا صاحب کے اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کا جواب دیتے ہوئے صب ایڈیٹر کی طرف سے اُس پر یہ تحریر کروایا کہ

"خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

پس جب مولوی ثناء اللہ صاحب اس فیصلہ اور مباہلہ و مقابلہ پر آمادہ ہی نہ ہوئے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے۔ بلکہ اس طریق فیصلہ کو رد کر دیا۔ تو حضرت مرزا صاحب کا اُن کی زندگی میں مر جانا آپ کے جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کی ایک دلیل ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا زندہ رہنا بقول اُن کے مسیلمہ کذاب سے مشابہت کی ایک دلیل ہے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب باوجود جھوٹا ہونے کے آنحضرت صلعم کے بعد مرا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو لمبی عمر ملی تو بقول اُن کے سب ایڈیٹر "اہلحدیث" کے اسلئے کہ "خدا جھوٹے دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے بعد زندہ رہ کر کیا دیکھا اپنی ناکامی و ذلت اور حضرت مرزا صاحب کی جماعت کی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی۔ گویا اُن کی زندگی کا ہر دن اُن کے لئے ایک عذاب تھا۔ اور بالآخر اُن کی ناکامی کی حالت میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔ گر اہلِ نظر کوئی ہو۔!! (باقی)

درخواست ہائے دعا

(۱) ائٹھ گڑھ سب ڈویژن میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کا اندیشہ ہے احباب دعا کریں کہ خداوند کریم رحمت کی بارشیں نازل کرے اور احمدیوں پر اپنا خاص فضل نازل کرے۔ آمین ثم آمین۔

خادم سید فضل عمر کٹکی خادم سلسلہ

(۲) خاکسار کی ایک ہمشیرہ ادکاڑہ میں شدید بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے چلنے پھرنے سے منع کر دیا ہے۔

(۳) عزیز منیر احمد خان صاحب دہلی میں ملازم ہیں اور عزیز ناصر احمد خان صاحب جو شفیق آباد (یو۔پی) میں ٹریننگ لے رہے ہیں ان کے والد صاحب ان کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اور اپنی صحت کے لئے بھی۔

خاکسار ملک صلاح الدین درویش قادیان

(۴) حیدرآباد میں میری خوشدامنہ صاحبہ بعارضہ دمہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں نیز میرے ہم زلف صاحب کی اہلیہ اور بچے بھی بیمار ہیں ان سب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے اور ان کے کاروبار میں ترقی کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار
مرزا محمود احمد درویش
قادیان

اندرونِ ملک میں احمدی مستورات کی تبلیغی و اصلاحی جدوجہد

رپورٹ کارگزاری لجنہ اماء اللہ بھارت

بابت ماہ نومبر ۱۹۵۶ء تا اپریل ۱۹۵۷ء

(از محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

(۲)

۶۔ لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ نمبر ۱

لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ نمبر ۱ کا ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے۔ کام میں باقاعدگی ہے اور یہ لجنہ اچھا کام کر رہی ہے۔ اجلاسات میں تلاوت و نظم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب فتح احمدیہ اور حضور کے خطبات پڑھ کر سنائے گئے۔ اس کے علاوہ جلسے بھی کرائے گئے۔

شعبۂ تعلیم | چند غیر احمدی لڑکے اور لڑکیاں قرآن مجید کی تعلیم پا رہی ہیں۔ دو بچے قرآن کریم ختم کر کے اردو لکھنا پڑھنا سیکھ رہے ہیں۔

شعبۂ خدمت خلق | یتیموں اور بیواؤں کی حتی الامکان مدد کی جاتی ہے۔ بعض ناخواندہ افراد کو خط لکھ کر دیئے گئے۔ بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔ راستہ وغیرہ صاف کیا گیا۔ نیز ناصرات کی بچیوں سمیت مسجد کو صاف کروایا گیا۔

شعبہ تربیت و اصلاح | ناصرات الاحمدیہ کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ بچیوں کو نماز ترجمہ سے یاد کرنے کی ہدایت کی گئی۔

شعبۂ ناصرات | تعداد ممبرات ۱۰ لجنہ کے اجلاس میں شامل ہوتی ہیں۔ چندہ دینے کی پابند ہیں۔ تمام ناصرات اپنی وسعت کے مطابق چندہ مسجد ہالینڈ میں حصہ لے رہی ہیں۔

۷۔ لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ نمبر ۲

لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ کے حلقہ نمبر ۲ میں بھی کام اچھا ہو رہا ہے۔ کارگزاری کی رپورٹیں باقاعدہ مرکز میں موصول ہوئیں۔ ہر ماہ اجلاس ہوتا رہا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اصلاحی اور تربیتی مضمون پڑھے گئے۔ اسی طرح سیرت حضرت مسیح موعود کا درس مکمل ہو چکا ہے اب منصب خلافت کا درس شروع ہے۔ قرآن مجید باترجمہ سنا جاتا ہے۔ بعض غیر احمدی مستورات بھی جلسہ میں شریک ہوتی ہیں۔ کشتی نوح اور حدیث شریف بہنوں کو سنائی جاتی ہے۔

شعبۂ تعلیم | بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے اور کتاب بشارات رحمانیہ حیات قدسی کا مطالعہ کیا گیا۔ نماز اور ترجمہ سکھائے گئے۔

شعبۂ خدمت خلق | بعض ضرورت مندوں کی غلے اور نقدی سے امداد کی گئی۔ بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔ ناخواندہ افراد کو خط لکھ کر دیئے گئے۔ بعض حاجتمندوں کو کھانا بھی کھلایا گیا۔ بعض گندے راستہ کی صفائی کی گئی۔

شعبہ تربیت و اصلاح | قرآن مجید کا درس جو محلے میں ہوتا ہے اس میں سب ممبرات شریک ہوتی ہیں۔ آپس میں اتفاق سے رہنے کی تاکید کی گئی۔ کشتی نوح۔ سیرت مسیح موعود اور سیرت حضرت ام المومنین کا درس دیا گیا۔

شعبۂ تبلیغ | غیر احمدی عورتوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کی گئی۔ کچھ عورتیں زیر تبلیغ ہیں۔ غیر احمدی عورتوں کو احمدیت کی کتابیں پڑھنے کے لئے دی گئیں۔

شعبہ ناصرات | دو بچیاں ہیں جن کو پہلا پارہ پڑھایا جا رہا ہے۔

۸۔ لجنہ اماء اللہ پنکالو (اڑیسہ)

تعداد ممبرات ۔ ۳۱

لجنہ اماء اللہ پنکال کا ہر ہفتہ اجلاس ہوتا ہے۔ جس میں تلاوت قرآن کریم و نظم کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں۔ نیز پیارے رسول کی پیاری باتیں مصباح اور دیگر سلسلہ کی کتب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ بہنوں کو کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے دینی مسائل کے متعلق سوال و جواب کئے جاتے ہیں۔

شعبۂ تعلیم | لجنہ کی ممبرات کو قرآن کریم و تفسیر اور حدیث پڑھائی جا رہی ہے جو بہنیں قرآن مجید نہیں جانتیں ان کو یسرنا القرآن پڑھایا جا رہا ہے

شعبۂ خدمت خلق | ہر ماہ غرباء، بیماروں اور یتیموں کی مدد کی گئی۔ مثلاً کھانا کھلا کر پیسے دے کر، اناج سے اور بیمار پرسی کر کے۔

شعبہ تربیت و اصلاح ۔ جو بہنیں نماز اور قرآن مجید پڑھنے میں سست ہیں انہیں باقاعدہ پڑھنے کی تاکید کی گئی۔ جھوٹ چغلی۔ گالی گلوچ سے پرہیز کرنے کی تاکید کی گئی۔

شعبۂ تبلیغ | وقتاً فوقتاً غیر احمدی عورتوں کو تبلیغ کی جاتی ہے۔ احمدیت کی کتابیں غیر احمدیوں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں۔

شعبۂ ناصرات | تعداد ممبرات ۱۶ ناصرات کا باقاعدہ اجلاس ہوتا ہے۔ نماز اور چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کرائی جاتی ہیں۔ احادیث پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ درثمین و کلام محمود کی نظمیں زبانی یاد کروائی جا رہی ہیں۔

۹۔ لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور کا ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے۔ جس میں رسالہ الوصیت کشتی نوح۔ سیرت النبیؐ۔ سیرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بہنیں اپنے لکھے ہوئے مضامین سناتی ہیں۔

شعبہ تعلیم | سات بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھایا جا رہا ہے۔ سات عورتوں نے امتحان منصب خلافت جو مرکز کی طرف سے مقرر ہوا تھا دیا ہے۔

شعبہ خدمت خلق | حاجتمند بہنوں کی مدد کی جاتی ہے۔ کپڑوں سے روپوں سے اور کھانا کھلا کر

شعبہ تربیت و اصلاح | پانچ ارکان اسلام یاد رکھنے کی ہدایت کی گئی۔ نماز باترجمہ اور قرآن کریم پڑھنے کی تاکید کی گئی۔

شعبہ تبلیغ | ایک عورت زیر تبلیغ ہے۔

شعبہ ناصرات | ناصرات کا اجلاس ہوتا ہے بچیاں چندہ باقاعدہ ادا کرتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مضمون اور نظمیں یاد کرائی جا رہی ہیں۔

۱۰۔ لجنہ اماء اللہ مدراس

تعداد ممبرات ۔ ۲۳

لجنہ اماء اللہ کا اجلاس ہر ماہ ہوتا ہے تلاوت قرآن کریم باترجمہ اور نظم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ عورتیں اپنے لکھے ہوئے مضمون سناتی اور تقریریں کرتی ہیں۔ ۸ مارچ کو جلسہ سیرت النبی منایا گیا

شعبۂ تعلیم | جو کورس مرکز سے مقرر ہوا ہے وہ پڑھایا جا رہا ہے۔ ہر حلقہ میں نگران مقرر کی گئی ہیں۔ جو ناخواندہ کو پڑھاتی ہیں۔ ناصرات کی تعلیم کا الگ انتظام ہے۔ نماز باترجمہ سکھائی جاتی ہے

شعبۂ خدمت خلق | ہر احمدی بہن اپنے اپنے حلقے میں مستحقین کی مدد کرتی ہیں۔ غرباء کی مالی امداد کی جاتی ہے اناج دیا جاتا ہے۔ یتیموں اور بیواؤں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

شعبہ تربیت و اصلاح | اجلاسوں میں قرآن کریم و حدیث کا درس دیا جاتا ہے۔ چندہ ادا کرنے اور نماز باقاعدہ پڑھنے کی تاکید کی گئی۔

شعبہ تبلیغ | ۱۱ عورتیں زیر تبلیغ ہیں۔ غیر احمدیوں کو آزاد نوجوان اور بدر مفت پڑھنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ لٹریچر پڑھنے کے لئے دیئے گئے۔

شعبہ ناصرات | ناصرات کی بچیاں لجنہ کے اجلاس میں شریک ہوتی ہیں ناصرات کا کورس جو مرکز کی طرف سے مقرر ہوا ہے شروع کرایا گیا ہے۔

۱۱۔ لجنہ اماء اللہ جمشید پور

لجنہ اماء اللہ جمشید پور کی طرف سے صرف ماہ فروری ۱۹۵۷ء کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اس ماہ قرآن کریم باترجمہ اور نظم کے بعد حدیث سنائی گئی۔ حضور اقدس کا خطبہ جو سنت سرور عالم کے متعلق ہے پڑھ کر سنایا گیا۔ ۲۰ فروری کو جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ جس میں غیر احمدی عورتیں بھی شامل ہوئیں۔

شعبہ تعلیم | ایک ناخواندہ عورت کے پڑھنے کا انتظام کیا گیا۔ نماز ترجمہ سے سنی گئی۔

شعبہ خدمت خلق | یتیم بچیوں کی سلائی کے لئے کپڑے مفت سی کر دیئے گئے۔

شعبہ تربیت و اصلاح | عورتوں کو نماز وقت پر پڑھنے کی تاکید کی گئی۔ قرآن کریم روزانہ پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔

شعبہ تبلیغ | چار عورتیں زیر تبلیغ ہیں۔

شعبہ ناصرات | تعداد ممبرات ۵ ناصرات کی اصلاح کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ٭

(باقی)

انفلوائنزا

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

انفلوائنزا ۔ کی وہ لہر جو ہانگ کانگ اور مدراس کے راستہ ہندوستان میں داخل ہوئی ابھی تک بھارت کے بہت سے شہر و دیہات اس لہر کی آگ میں جھلس رہے ہیں۔ لیکن ماہرین صحت و موسمیات کی پیشگوئی ہے کہ عنقریب اس کی ایک لہر آنے والی ہے جس پر قابو پانے کے لئے زیادہ ہوشیاری ۔ تیاری اور کوشش سے کام لینا پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لہر ایک ایسے موسم میں آئے گی جس کی آب و ہوا سے اس مرض کو پھیلنے میں تقویت ملے گی ۔ اور مریض کی قوت مدافعت کم ہوگی ۔ اگر خدا نخواستہ ماہرین موسمیات و صحت کا یہ خیال صحیح نکلا۔ تو انفلوائنزا کو ۱۹۱۸-۱۹ء والے انفلوائنزا سے بڑی مشابہت ہو جائے گی ۔

۱۹۱۸-۱۹ء والا انفلوائنزا

۱۹۱۸-۱۹ء والے انفلوائنزا کی پہلی لہر بھی سمئی کے مہینہ میں مغربی ساحل سے ہندوستان میں داخل ہوئی تھی ابھی بھی یہ وبا مئی ہی میں جنوبی ساحل سے ہندوستان میں داخل ہوئی ہے ۱۹۱۸-۱۹ء کے انفلوائنزا ۔ کی پہلی لہر ایسی جان لیوا نہ تھی ۔ مگر جب دوسری لہر آئی ۔ تو ملک بھر میں ہلاکت و تباہی کی بھٹی سلگا دی ۔ اس انفلوائنزا ۔ کی پہلی لہر بھی عموماً سر درد بخار درد اور اعضاء شکنی تک محدود رہی مگر دوسری لہر آئی تو کیا کرشمہ دکھائے گی ۔ اس کا پورا علم تو کسی کو نہیں ۔ لیکن دونوں کی شباہت کو دیکھتے ہوئے یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ کیا تاریخ خود کو دہرائیگی ؟ بہر صورت یہ ہے کہ آج کا ماحول سائنس اور تجربہ کا اس زمانہ سے زیادہ ساز گار ۔ ترقی یافتہ اور کار آمد ہے ۔ اس لئے آج سائنس اس کا کامیاب مقابلہ کر سکتی ہے ۔ اور موت کے فرشتے کو دروازوں پر دستک دینے سے روک سکتی ہے ۔

ہلاکت کے اسباب

۱۹۱۸-۱۹ء میں جب یہ وبا متحدہ ہندوستان میں پھوٹی تو اس وقت کچھ ایسے اسباب پیدا ہوتے گئے ۔ جس سے اس کو ملک گیر ہونے کا موقعہ ملتا گیا ۔ کچھ آ قدرت اس کی بخت بیاد تھی ۔ بارش کم ہوئی فصل برباد ہو گئیں اور زندگی بخش غذا میسر نہ آسکی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ جو پہلے ہی اس کے حملے سے نڈھال ہو رہے تھے جب ان پر اس کا دوسرا حملہ ہوا تو وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے ۔ اور موت کی نیند سوتے چلے گئے ۔

دوسری وجہ یہ ہوئی کہ سردی کا موسم آگیا اور مشاہدہ اور تجربہ نے بتایا کہ سردی میں یہ وبا شدت اختیار کرتی ہے ۔ ابھی تک جو لوگ اچھی صحت یا اچھی غذا کے باعث اس مرض سے بچے تھے ۔ اب وہ بھی اس کے شکار ہو گئے ۔ اور اس پر غضب یہ ہوا کہ گرم کپڑے جس کی ایسے مریضوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے ان دنوں بہت کمیاب تھے پہلی جنگ عظیم کے باعث گرم کپڑوں کی درآمد بہت کم ہو گئی تھی ۔ اس کمی نے اس وبا کو اور مہلک بنا دیا ۔ سردی کے باعث پھیپھڑے متاثر ہوتے گئے اور مرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ۔ بچے ۔ حاملہ عورتیں اور بوڑھے تو اس خونی دیوتا کے لئے لقمۂ تر ثابت ہوئے ۔

مرنے والوں کی تعداد

ابھی تک عام اندازہ یہ تھا کہ متحدہ ہندوستان کے اندر اس وبا سے ۱۹۱۸ء میں اکہتر لاکھ اور ۱۹۱۹ء میں تیرہ لاکھ انسان لقمۂ اجل بنے ۔ لیکن ٹائمز آف انڈیا کے ایک خاص مقالہ نگار نے سرکاری ریکارڈ و شواہد سے ثابت کر کے اپنے قارئین کو درطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ ۱۹۱۸ء والے انفلوائنزا ۔ میں متحدہ ہندوستان کے دو کروڑ سے زیادہ انسانوں کو موت کا پیالہ پینا پڑا ۔ اور ساڑھے بارہ کروڑ آدمی اس سے متاثر ہوئے ان اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس وقت کے متحدہ ہندوستان کی کل آبادی کا تقریباً نصف حصہ اس وبا کا ہدف بنا ۔ اس وقت متحدہ ہند کی مردم شماری ۲۴ کروڑ کے لگ بھگ تھی ۔

تاریخ انفلوائنزا

یہ تو اس وبا کی وہ خونیں داستان ہے ۔ جس کی خون آشامی کی تفصیل معلوم کرنے میں ہم کامیاب ہو سکے ۔ ورنہ جب ہم انفلوائنزا ۔ کی تاریخ دیکھتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ یہ وبا عموماً مہلک ہی ہوتی ہے ۔ اور اس نے اس سے پیشتر دنیا میں بار بار ہی قیامت ڈھائی ہے ۔

حکیم لال چند شرما نے اس کی جو تاریخ بیان کی ہے ۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ وبا سب سے پہلے ۱۰۰۰ء میں عراق و عرب میں پھیلی ۔ لیکن اس حملہ کی تفصیل معلوم نہیں ۔ اس کے بعد ۱۵۱۰ء میں یہ وبا پھوٹی اور عام ہوئی ۔ سب سے پہلے ایک فرانسیسی ڈاکٹر نے ۱۷۴۳ء میں "نزلہ وبائیہ" کے نام سے اس کی تفصیل لکھی ۔ پہلے اس وبا کا حملہ یورپ تک محدود تھا ۔ چنانچہ ۱۷۴۲ء سے ۱۸۸۹ء تک یورپ پر اس کے آٹھ بڑے بڑے حملے ہوئے اور ہر حملہ میں لاکھوں جانیں نہنگ اجل کے منہ میں گئیں ۔

ہندوستان پر انفلوائنزے کا پہلا حملہ

لیکن یہ وبا جب ۱۸۸۹ء میں نمودار ہوئی تو عالمگیر ہو گئی ۔ اور سب سے پہلے اس کی ایک لہر ہندوستان بھی پہنچی ۔ اور اتفاق یہ کہ اس وقت بھی یہ وبا مئی کے مہینہ میں ہندوستان میں داخل ہوئی تھی ۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ ۱۸۸۹ء میں یہ وبا بخارا (ترکستان) ہوتی ہوئی روس کے قدیم دارالسلطنت "سینٹ پیٹرز برگ" پہنچی ۔ وہاں سے یورپ آئی ۔ یورپ سے نکل کر افریقہ پہنچی اور افریقہ سے ہندوستان وارد ہوئی لیکن اس وقت ہندوستان میں اس کی جو لہر آئی وہ ایسی شدید نہ تھی ۔

علاج

ان دنوں انفلوائنزا ۔ کے جتنے نسخے حکماء کی طرف سے شائع ہوتے رہے ہیں ۔ ان میں دار چینی ۔ لونگ اور سیاہ مرچ جیسے گرم اجزا شامل ہیں ۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس وبا میں جسم کو گرم رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے ۔ اس کے علاوہ حکماء کی تحقیق یہ بھی بتاتی ہے کہ اس کے جراثیم ناک اور حلق میں پرورش پاتے ہیں ۔ اور انہیں دونوں جگہوں پر اس کا پہلا حملہ ہوتا ہے ۔ اسی لئے بعض اطباء نے اس کے لئے جو دوائیں تجویز کیں تو ان میں ناک اور حلق میں بھی لگانے کی بھی الگ دوا تیار کی ۔ مجھ کو ربوہ سے مکرم حکیم محمد صدیق صاحب "مدیر رسالہ اشاعت الحکمت" نے جو نسخے بھیجے ان میں بھی ایک نسخہ ناک اور حلق کے لئے بھی تھا ۔

نغف والی بیماری اور انفلوائنزا

حکماء کی اس تحقیق اور مشاہدہ و تجربہ کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلم شریف میں جو نواس بن سمعان کی روایت سے ایک لمبی حدیث آئی ہے ۔ اور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے زمانہ میں ایک ایسی وبا کے نمودار ہونے کا ذکر آتا ہے ۔ جس کو "نغف" کہتے ہیں ۔ وہ بھی انفلوائنزا ہے ۔ عربی میں نغف اونٹوں اور بکریوں کی اس بیماری کو کہتے ہیں جو ناک میں ہوتی ہے ۔ اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ۔ دوسرے مذاہب کے نوشتوں میں بھی ایک مامور من اللہ کی بعثت کے وقت ایک وبائی مرض کے پھوٹ پڑنے کی پیشگوئی ملتی ہے ۔ نبی کریم محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے "نغف" کہہ کے اس کی نشاندہی فرما دی ہے ۔

انفلوائنزا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یہ بیماری تو دنیا میں پہلے سے موجود تھی مگر عالمگیر اس وقت ہوئی جب خدا کا ایک فرستادہ مسیحیت و مہدویت کی دو زرد چادریں اوڑھے دنیا کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے مبعوث ہوا ۔ انفلوائنزا کی پہلی لہر ۱۸۸۹ء میں عالمگیر وبا کی صورت میں ظاہر ہوئی ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ۱۸۸۹ء میں ہی سلسلہ بیعت شروع کیا ۔ اور اسی سال پسر موعود یعنی حضرت مصلح موعود موجودہ امام جماعت احمدیہ پردۂ وجود پر جلوہ آرا ہوئے ۔ اب یقیناً وہ لوگ قابل رحم ہیں جو قدرت کے اشاروں کو نہیں دیکھتے ۔ اور زمانہ کے قدموں کی چاپ نہیں سنتے ÷

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد اور فوری توجہ کی ضرورت

"پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دیدیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں انکے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور انکے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جسکے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں"

چونکہ امسال جلسہ سالانہ ماہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہو رہا ہے جس میں صرف ڈیڑھ ماہ رہ گیا ہے اور اس چندہ کی وصولی کی رفتار بہت کم ہے اسلئے تمام عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس کی ضرورت کو تمام احباب کے ذہن نشین کرائیں اور جلد از جلد زیادہ سے زیادہ وصولی کی کوشش فرمائیں اور وصول شدہ رقوم جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں ۔ تاکہ جلسہ سالانہ کی ضرورت مہیا کرنے میں دقت پیش نہ آئے ۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ تحریک جدید اور خدام کا فرض

سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں بذریعہ سرکلر جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کو چندہ تحریک جدید کے وعدہ جات اور وصولی کے لئے تحریک کی گئی تھی اور ہدایت کی گئی تھی کہ اپنی کارگذاری کی رپورٹ دفتر ہذا میں بھجوایا کریں۔ لیکن سوائے ایک دو مجالس کے کسی کی طرف سے ایسی کوئی رپورٹ دفتر ہذا میں موصول نہیں ہوئی۔ تحریک جدید کے مالی سال کے تین مہینے گذر چکے ہیں۔ اور آپکی کوششوں کے لئے چونکہ صرف سہ ماہی باقی ہے۔ اس لئے میں بذریعہ اعلان ہذا تمام مجالس کو ایک بار پھر ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین کے ارشاد کی روشنی میں چندہ تحریک جدید کی وصولی کے سو فیصدی ذمہ دار ہیں۔ پس آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنی کارگذاریوں کی رپورٹ دفتر ہذا اور دفتر وکیل المال تحریک جدید قادیان کو باقاعدہ بھجواتے رہیں۔ علم انعامی کے استحقاق کے لئے خاص طور سے چندہ تحریک جدید کی وصولی کے کام کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا خاص خیال رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

منظوری انتخاب جماعت احمدیہ پوری

۱۔ صدر۔ مکرم سید مولوی عبدالسلام صاحب بی۔ اے۔

۲۔ سیکرٹری تبلیغ و تعلیم۔ مکرم عثمان نور صاحب ایس۔ پی۔ ٹی پولیس

Dhenkanal House Puri (Orissa)

پتہ ڈھینکانال ہاؤس پوری اڑیسہ

نوٹ:۔ جملہ عہدیداران کی منظوری مشروط برائے چھ ماہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جملہ عہدیداران کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

اعلان بحالی وصیت

مندرجہ ذیل وصایا جو بقایا زائد از چھ ماہ ہونے کی وجہ سے مجلس کارپرداز نے منسوخ کر دی تھیں۔ اب بقایا کی ادائیگی ہونے پر مجلس کارپرداز قادیان نے اپنے فیصلہ نمبر ۸۵ مورخہ ۶/۷/۵۸ میں بحال کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو مبارک کرے۔ آمین۔ دوسرے موصی احباب جن کی وصایا بقایا زائد از چھ ماہ ہونے کی وجہ سے منسوخ ہو گئی ہیں ان کو بھی چاہیئے کہ اپنا بقایا ادا کر کے وصایا بحال کرانے کی کوشش کریں۔

(۱) محمد شفیع صاحب کانپور موصی نمبر ۸۱۰۶

(۲) حبیب اللہ صاحب کانپور موصی نمبر ۸۷۸۹

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصولی چندہ اشاعت اسلام

شولاپور صوبہ بمبئی کے ایک غیر احمدی دوست مکرم جناب سیٹھ فقیر محمد صاحب کنٹریکٹر نے ہمارے مبلغ مولوی سراج الحق صاحب کو اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مبلغ ۵۰/- روپیہ کی گرانقدر رقم عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال و اخلاص میں برکت عطا فرمائے اور قبول حق کی توفیق دے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نہایت ضروری اعلان

قابل شادی افراد کے کوائف مطلوب ہیں

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے نظارت ہذا میں ایک شعبہ رشتہ ناطہ قائم ہے اور اس میں جماعت کے قابل شادی افراد کے کوائف رکھے جاتے ہیں نیز ان کوائف کی مدد سے موزوں رشتوں کے باہم تصفیہ اور تکمیل میں رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس طرح خدا کے فضل و کرم سے بہت سے رشتے طے ہو چکے ہیں۔ جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے قابل شادی افراد کا جائزہ لے کر ان کے والدین کی رضامندی کیساتھ ان کے کوائف ارسال فرمائیں تاکہ انکی روشنی میں رشتوں کے طے کرنے میں احباب جماعت کی رہنمائی کی جا سکے۔

نوٹ۔ اس غرض کیلئے نظارت ہذا سے ضروری فارم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

عہدیداران تحریک جدید سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

"میں ان کارکنوں کو بھی جنہوں نے تحریک جدید کے کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے بہت بڑے ثواب کا موقعہ دیا ہے وہ بھی بیدار ہوں اور اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں انہیں خدا تعالیٰ نے دوہرے بلکہ تہرے ثواب کا موقعہ عطا کیا ہوا ہے کیونکہ وہ اس چندے میں خود بھی شامل ہوئے ہیں اور دوسروں سے چندہ وصول کرتے ہیں پس انہیں صرف اپنے چندہ کا ہی ثواب نہیں ملتا بلکہ دوسروں سے چندہ وصول کرنے کا بھی ثواب ملتا ہے۔ اور یہ وہ امر ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا جو شخص نیکی کرتا ہے اُسے بھی ثواب ملتا ہے اور جو دوسرے کو نیکی کی تحریک کرے اُسے دوہرا ثواب ملتا ہے۔ ایک خود نیکی کرنے کا اور دوسرا نیکی کی تحریک کرنے کا۔ اسی طرح تحریک جدید کا جو کارکن اپنا چندہ ادا کرنے کے علاوہ دس آدمیوں سے چندہ وصول کر کے بھجواتا ہے۔ اسے ان دس آدمیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو بیس آدمیوں سے چندہ وصول کر کے بھجواتا ہے اُسے بیس آدمیوں کا ثواب ملتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازوں کو اس طرح کھول رکھا ہے تو جو شخص اب بھی سستی سے کام لیتا ہے اس کی حالت کس قدر افسوسناک ہے"۔

چونکہ تحریک جدید کا سال ختم ہونے میں اب صرف اڑھائی ماہ باقی رہ گئے ہیں اس لئے وعدہ کنندگان احباب سے بالعموم اور عہدیداران کی خدمت میں بالخصوص گذارش ہے کہ سیدنا حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں خاص کوشش فرما کر سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنی اپنی جماعت کے وعدہ کنندگان سے وصولی کر کے دوہرے ثواب کے مستحق ہوں اس سے قبل سیکرٹری صاحبان مال کی خدمت میں دفتر کی طرف سے وصولی کے لئے توجہ دلائی جا چکی ہے۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران اپنے فرض کو سمجھتے ہوئے جلد از جلد وعدوں کی سو فیصدی وصولی کا انتظام فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مقامات مقدسہ اور خدام

بذریعہ اعلان ہذا مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان کو تحریک کی جاتی ہے کہ وہ شعائر اللہ (مقامات مقدسہ) کی تعمیر و مرمت کے سلسلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ وہ خدام جو عملی طور پر ان کی مرمت کے ثواب سے محروم ہیں وہ مالی طور پر اس میں حصہ لے کر ثواب حاصل کر سکیں۔ اس لئے تمام مجالس کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے طور پر تمام خدام کو اس میں شامل کریں۔ اور کوشش کریں کہ وہ زیادہ سے زیادہ چندہ دیں۔ اس سلسلہ میں وصول ہونے والی رقوم محاسب صاحب قادیان کے نام بمد مرمت مقامات مقدسہ بھجوا کر ممنون فرماویں اور دفتر ہذا کو اپنی کارگذاری سے اطلاع دیں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۱۶ر اگست ۔ وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو نے کل لال قلعہ سے تقریر کرتے ہوئے ملک کی گذشتہ دس سال کی سرگرمیوں پر تبصرہ کیا۔ اور لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اس جوش و خروش کے ساتھ غریبی کے خلاف جنگ میں حصہ لیں جس جوش و خروش کے ساتھ انہوں نے ملک سے سیاسی غلامی کا خاتمہ کیا ہے۔ وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں ۱۸۵۷ء کی آزادی کی لڑائی کا بھی تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ اس سے ہندوستان کی آزادی کی بنیاد پڑی۔ انھوں نے اعلان کیا کہ آزادی کے لئے ہندوستانیوں ہندو مسلمانوں نے مل کر کام کیا۔ اور برابر کی تکالیف برداشت کیں اور قربانیاں دیں۔

نئی دہلی ۱۶ر اگست ۔ وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو نے کل لال قلعہ سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے ہندوستان کی دائمی دوستی کا عہد کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم پاکستان کو اپنے دل کا ٹکڑا اور اپنا ہی ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس ملک کے ساتھ امن اور دوستی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہمارے تعلقات روز بروز زیادہ مضبوط ہوں۔ ہمارا پڑوسی پاکستان ہمارے دل اور جسم کا ایک ٹکڑا ہے ہم پاکستان سے کس طرح لڑنے کا امکان کر سکتے ہیں۔ پاکستان سے لڑنے کا مقصد خود ہی کو نقصان پہونچانا ہوگا۔

واشنگٹن ۱۶ر اگست ۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ امریکہ ہندوستان سے متعلق اپنا رویہ جلد تبدیل کرے گا کیونکہ روس اور چین آزاد اور غیر جانبدار ایشیائی ممالک کو ساتھ ملانے کی زبردست کوشش کر رہے ہیں۔ اس سال میں ہندوستان نے اتنی اہمیت حاصل کر لی ہے کہ امریکہ اس کے مسائل میں دلچسپی لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس وقت بھی ہندوستان اور امریکہ کے تعلقات اچھے ہیں۔ امریکہ نے ہندوستان کو ۳۴ کروڑ ۶۰ لاکھ ڈالر کی امداد دی ہے۔ ہندوستان اپنے دوسرے پلان پر دس ارب ڈالر صرف کر رہا ہے۔ اور اسی مقصد کے لئے

اسے غیر ملکی امداد کی ضرورت ہے۔

واشنگٹن ۔ ۱۸ر اگست ۔ امریکی فوج نے پلاسٹک سے بنی ہوئی ایک ایسی راکٹ ایجاد کر لی ہے۔ جو ہائیڈروجن بم لے کر لندن سے ماسکو تک کا فاصلہ پانچ منٹ میں طے کر سکتی ہے۔ برطانیہ میں اس قسم کے راکٹوں کا ایک اڈہ بنانے کی بات چیت اس وقت تک جاری ہے حال ہی میں ایک آزمائشی پرواز میں یہ پلاسٹک راکٹ سطح زمین سے چھ سو میل کی بلندی تک سے پرواز کر چکا ہے اس کی پرواز کی رفتار ۱۵ ہزار چار سو میل فی گھنٹہ ہے۔ معاہدہ کو برطانیہ ص۴ اس جنگی اڈہ کے مصارف برداشت کرے گا اور امریکہ پلاسٹک راکٹ فراہم کرے گا۔

کراچی ۔ ۱۸ر اگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ افغانستان کے شاہ ظاہر شاہ ماہ اکتوبر میں پاکستان آئیں گے۔

جے پور ۔ ۱۸ر اگست ۔ چتوڑگڑھ کے قریب بڑی سدھاری کی تحصیل پر دو سو طلباء نے ہلہ بولنے کی کوشش کی۔ اس پر پولیس نے فائرنگ کر دی جو اضافہ فیس کے خلاف ایجی ٹیشن کر رہے ہیں انہوں نے ابتداء میں تحصیل کے احاطہ میں داخل ہونے کی بار بار کوشش کی۔ لیکن ان کو لاٹھی چارج کر کے منتشر کر دیا گیا۔ اس کے بعد مظاہرین منتشر ہو گئے۔ اور انہوں نے پولیس پر سنگباری کی۔ جب ہجوم مشتعل ہوگیا۔ تو پولیس نے ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔

نئی دہلی ۔ ۱۸ر اگست ۔ مسٹر بی۔ این داتار وزارت داخلہ نے کل لوک سبھا میں اعلان کیا کہ ۱۹۶۵ء تک ہندوستان میں انگریزی کی جگہ ہندی کا عام استعمال شروع کر دیا جائے گا دستور کے تحت ایسا اقدام ضروری ہے۔

دسہرہ کے ایام میں رعایتی واپسی ٹکٹ

جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں

نگران ریلوے گورنمنٹ ہند کی طرف سے اخبارات میں ایک پریس نوٹ شائع ہوا ہے جس میں محکمہ مذکور نے دسہرہ کے ایام میں رعایتی واپسی ٹکٹ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کی رو سے ہر وہ شخص جو ۲۴ر اکتوبر سے ۱۸ر اکتوبر کے درمیان ۱۵۰ میل سے زیادہ کا سفر اختیار کرے گا اس کو روانگی و واپسی ہر دو صورتوں میں صرف ۱¾ کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔ یہ رعایتی ٹکٹ مورخہ ۲۰ر ستمبر سے ۲۴ر اکتوبر تک کی تواریخ میں ہر اسٹیشن سے مل سکیں گے۔ یہ ٹکٹ تاریخ اجراء سے پندرہ دن تک کارآمد ہوں گے۔

(۲) رعایتی واپسی ٹکٹ پر واپسی پر درمیان میں ٹھہرنے یا قیام کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ البتہ منزل مقصود کو روانگی کی صورت میں حسب قواعد ریلوے درمیان میں ٹھہرنے یا قیام کرنے کی سہولت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

(۳) ایسے مسافر جن کے پاس رعایتی واپسی ٹکٹ ہوں گے۔ ان کو واپسی کا سفر شروع کرنے سے قبل وہاں کے اسٹیشن ماسٹر صاحب کی خدمت میں ٹکٹ پیش کر کے اس پر واپسی سفر کے آغاز کی تاریخ ڈلوا لینی چاہیئے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ بغیر ٹکٹ متصور ہوں گے۔

(نوٹ) احباب جماعت جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے اس رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائیں اور زیادہ سے زیادہ جلسہ میں شریک ہوں۔